www.novelsclubb.com
لال
عشق
ناولز کلب
ام حبیبہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

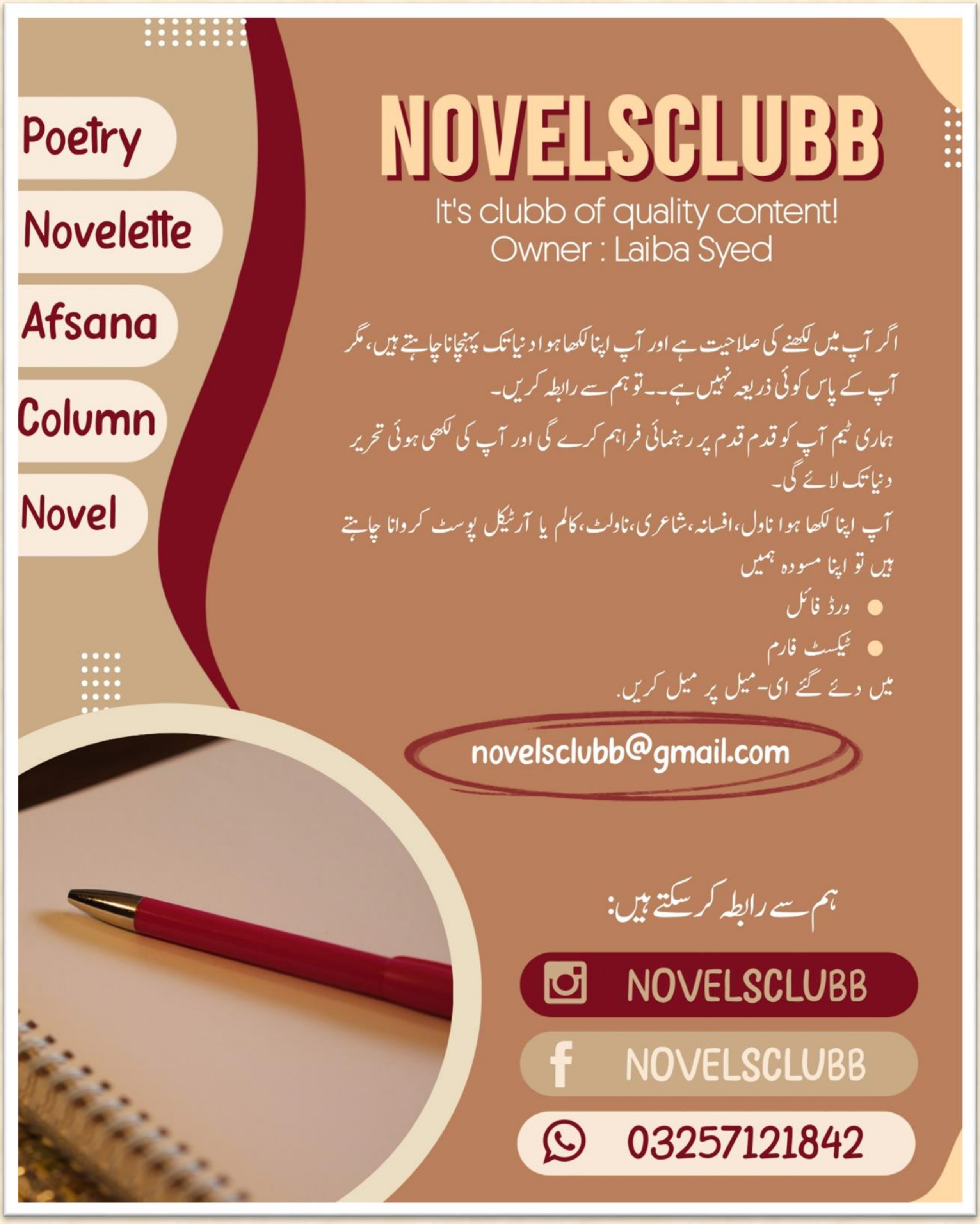
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

لال عشق

از قلم

ام حبیبہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قسط4

صبح کے دس بجے کا وقت تھا سڑکوں پر زندگی کی ہلکی سی جنبش دکھائی دینے لگی، جنوری کی صبح نے ہر منظر پر ایک خاموش نزاکت طاری کر رکھی تھی۔ درخت بے آواز ایسے کھڑے تھے، جیسے کسی انجانے انتظار میں ہوں، اور وقت، پوری طرح بیدار ہونے کے باوجود، سردیوں کی سنجیدہ مگر دلکش اداسی میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس سرد صبح میں ایک اَن کہی سی رومانویت تھی، جو لفظوں میں کم اور احساس میں زیادہ محسوس ہوتی۔ خاموش فضا میں ایک سیاہ گاڑی بڑے دروازے سے نکل کر دھیمی رفتار سے سڑک پر رواں ہوئی، اور اسی سڑک پر اس کے بالمقابل سمت سے سفید رنگ کی گاڑی متوازن رفتار میں چلتی ہوئی آنے لگی۔ سیاہ گاڑی میں بیٹھا وہ نوجوان سنجیدگی میں ہلکی آواز میں چلتی موسیقی کا لطف لے رہا تھا۔ سفید گاڑی میں بیٹھی لڑکی خاموشی سے اپنی راہ پر گامزن رہی۔

سرد ہواؤں کا رخ ہر پل بدل رہا تھا اسی لمحے ہوا کچھ زوروں سے چلنے لگی، سفید گاڑی میں بیٹھی لڑکی کا چہرہ گہرے سرخ دوپٹے کی آڑ میں چھپ گیا، وہ ایک ہاتھ اسٹیرنگ پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے دوپٹہ سمیٹنے لگی، اسی لمحے دونوں گاڑیاں ایک دوسرے کے قریب سے

گزریں۔ سیاہ گاڑی میں بیٹھا وہ شخص اپنی دھن میں گاڑی چلا رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر سفید گاڑی میں بیٹھی اُس لڑکی پر پڑی، لڑکی کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ وہ دیکھ نہ پایا اور دونوں کی گاڑیاں اپنی رفتار میں آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ نظروں کا زاویہ اب چہرے کے سیدھ میں تھا۔

ملیحہ نے دوپٹے کا پلو چہرے سے ہٹا کر داہنے شانے پر ڈالا کہ دوپٹہ کھڑکی سے باہر اُڑنے لگا۔ اسی لمحے اِزعان نے گاڑی کے سائڈ مرر کو دیکھا جہاں سے سفید گاڑی کا ہلکا منظر دکھائی دینے لگا۔ سرخ آنچل کھڑکی سے باہر ہواؤں میں جھول رہا تھا۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر شکن کنِ پیشانی لیے ہلکی سے مسکان بھری پھر آنکھوں پر چشمہ لگاتے موڑ مڑ گیا۔ سفید گاڑی قصرِ دلاور کے مرکزی دروازے کے باہر رکی۔ چوکیدار نے اسے دیکھ کر ہاتھ سے سلام کا اشارہ کیا، وہ دھیمی رفتار میں گاڑی پورچ کی جانب لے گئی۔

کچھ لمحوں بعد:

وہ اسٹڈی روم میں بیٹھی خان چچا سے گفتگو میں مصروف تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

Clubb of Quality Content

خان چچا اسے اپنی جوانی کا کوئی مزاحیہ قصہ سنا رہے تھے۔ایک طرف خان چچا کے لبوں سے جملہ ادا ہوتا تو دوسری طرف ملیحہ کھل کھلا کر ہنس دیتی۔کچھ لمحے یونہی مسکراہٹوں اور قہقہوں میں گزر گئے۔پھر ایک ملازم ہاتھ میں ٹرے لیے اسٹڈی روم آیا۔

"ملیحہ باجی آپ کو بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں۔" ملازم کی بات پر ملیحہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔خان چچا نے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھایا اور ملازم کو مخاطب کیا۔

"بڑے صاحب کہا ہے؟ "

"خان چچا، شاید وہ ابھی جاگے نہیں ہیں۔" ملازم اپنی بات کہہ کر چلا گیا۔خان چچا نے ملیحہ کو دیکھا، جو کچھ الجھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا بات ہے؟" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے بولے۔

"کچھ نہیں۔" ملیحہ نے مختصر جواب دیا۔

"پھر یہ چہرے پر شکن کیوں ہے؟ ہم سے کہہ لو، اگر کہہ سکتی ہو تو شاید کوئی مدد ہو جائے۔"

وہ نرم لہجے میں بولے پھر دوبارہ کپ لبوں سے لگایا۔ گرم چائے سے اٹھتا ہوا بھاپ کا مرغولہ ملیحہ کی نظروں میں ٹھہر گیا۔

"خان چچا۔۔۔ بات یہ ہے کہ جب آنٹی یہاں آئی تھی تب انہوں نے کہا کہ مجھ سے پہلے ہی دن کوئی غلطی ہوئی ہے۔۔۔ میں اُس دن سارا وقت سوچتی رہی ہوں کہ مجھ سے کہاں غلطی ہوئی ہے، پر مجھے یاد ہی نہیں آرہا، اور اب۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں کہنے لگی پھر اس نے لمبے بھر سانس لی اور مزید آگے کہا۔

"اور اب دو دن بعد اُن سے ملاقات ہو رہی ہے مجھے تھوڑا ڈر لگ رہا اُن سے۔" ملیحہ نے اپنی بات ختم کی۔ خان چچا اس کی بات کافی غور سے سُن رہے تھے۔

"تم تو اتنی چھوٹی بات پر پریشان ہو گئی ہو۔" وہ گردن ہلاتے ہوئے بولے۔

"چھوٹی بات کہاں ہے؟"

"اور نہیں تو کیا۔۔۔ یہ بہت معمولی سی بات ہے بچی۔۔۔ اور غلطیاں انسان سے نہیں ہو گی تو کیا فرشتوں سے ہو گی، نبیلہ بھابھی نرم دل کی خاتون ہے، تمہیں اُن سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے تم جاؤ اُن کے پاس اور اپنے آپ کو نارمل رکھو۔" خان چچا نے شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ بات کی، اِن کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

ملیحہ اِن کے بات سُن کر صوفے سے اٹھنے لگی۔ وہ جانے ہی لگی تھی کہ ایک قدم بعد رک کر اس نے خان چچا کو دیکھا۔ جو بھاپ اڑاتی ہوئی گرم چائے پینے لگے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک منٹ خان چچا۔۔۔اتنی گرم چائے صحت کے لیے مضر ہے۔" وہ آہستگی سے اُن کے ہاتھ چائے کا کپ لینے لگی۔خان چچا، ملیحہ کی حرکت پر خاموش رہ گئے۔

"اب آپ تین منٹ بعد اسے پی لیجیے گا تب تک چائے کچھ ٹھنڈی ہو جائے گی۔" وہ کہہ کر رُکی نہیں، خان چچا اس کے جانے کے بعد مسکرانے لگے۔

دروازے پر دستک دیتے وہ ہچکچا رہی تھی اسی لمحے پیچھے سے کسی نے اس کی داہنی جانب سے ہاتھ بڑھا کر دستک دی۔وہ چونکی اور پلٹی۔اس کے بالمقابل باسط کھڑا تھا۔۔۔ہلکے کتھئی رنگ کے اونی سویٹر، سیاہ جینز اور پاؤں میں جوتے، چہرے پر دل کو چھو لینے والی مسکراہٹ۔ملیحہ اسے چونک کر دیکھتی ہی رہی۔

"ہیلو۔" باسط نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

آواز میں شائستگی تھی مگر نگاہوں میں ایک خاموش تجسس جھلک رہا تھا، جیسے وہ اس اچانک ملاقات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"ہائے۔" ملیحہ نے ذرا جھجک کے ساتھ جواب دیا۔

"آپ کون؟" باسط نے پوچھا۔

نادل کلب Clubb of Quality Content

"میں ملیحہ ہوں، عمر انکل کی کیئر ٹیکر۔" وہ دھیمے لہجے میں میں بولی، آواز میں شائستگی تھی۔

("بس یوں سمجھو کہ اللہ کی مہربانی ہے۔") عمر صاحب کی آواز جیسے لمحہ بھر کو اس کے ذہن میں گونج گئی۔

"اوہ تو تم ہو وہ ذریعہ جس نے سگریٹ والا چمتکار کیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت، شوخی اور دلچسپی واضح ہوئی۔ لبوں کے کنارے پر ابھرتی مسکراہٹ اس بات کی گواہ تھی کہ بات طنز میں نہیں بلکہ نرم سی شرارت اور تجسس کے ساتھ کہی گئی ہے، جیسے وہ ملیحہ کو پہچان کر خوشگوار حیرانی محسوس کر رہا ہو۔ ملیحہ نے حیرانی سے دیکھا۔ کچھ لمحے خاموشی سے گزرے۔

"کیا آپ تھوڑا سائڈ ہو سکتی ہیں مجھے پھر سے دروازہ ٹھوک۔۔۔ میرا مطلب ہے کھٹکھٹانا ہے۔" باسط کی بات پر وہ ایک جانب کھڑی ہو گئی۔ باسط نے ایک بار پھر دروازے کھٹکھٹایا۔

"یہ ہے وہ انسان جس سے میں نے رُڈلی بات کی تھی۔۔۔ مر گئے۔۔۔ میں اس کے سامنے کھڑی ہوں، اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو یہ مجھے باتیں سنائے گا، مجھے یہاں سے نکلنا چاہیے۔"

وہ دل میں زور زور سے اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے پلٹنے لگی کہ پھر رک گئی۔

"لیکن آنٹی نے بھی بلایا ہے۔۔۔اللہ میں کہاں پھنس گئی۔" وہ دل میں سوچنے لگی اسی لمحے دروازہ کھلا۔ نبیلہ بیگم مسکراہٹ کے ساتھ باسط کو دیکھ رہی تھی پھر اِن کی نگاہ ملیحہ پر پڑی۔

"باسط تم؟" وہ نرمی سے بولی۔

"جی آنٹی، یہ آپ کے ہینڈسم بیٹے نے بھیجی ہے۔ عمر انکل کو دی دیجیے گا،اِزعان نے بجھوائی ہے۔" باسط کے الفاظ ملیحہ کی سماعت تک صاف پہنچے تھے۔ وہ چونکتے ہوئے پھر باسط کو دیکھنے لگی۔

"آنٹی؟؟؟" اس نے دل میں دہرایا۔

"اگر یہ انکل کا بیٹا نہیں ہے، تو کون ہے؟" وہ اپنے آپ سے سوال کرنے لگی۔ اس کے چہرے پر شکن تھی جیسے کسی گہری سوچ میں ہوں۔

"ملیحہ۔" نبیلہ بیگم نے نرمی سے پکارا۔

"جی۔" وہ پلکیں جھپکتی ہوش میں آئی۔

"عمر کی فرمائش ہے کہ اُن کے ناشتے کی چائے تم بناؤ۔" نبیلہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔ ملیحہ کے لبوں پر بے اختیار ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی، وہ مسکراہٹ جس میں خوشی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی میں ابھی بنا دیتی ہوں آنٹی۔" اپنی بات کہہ کر وہ جانے لگی۔ باسط بھی اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"ایک کپ میرے لیے بھی بنا سکتی ہیں؟" وہ تیز قدم لیتے ملیحہ کے برابر کھڑا ہوا۔

"ضرور۔" وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہتی ہوئی کچن کی جانب چلی گئی۔ باسط نے اسے جاتے دیکھا پھر اپنا فون نکال کر قصر کے عقبی حصے میں چلا آیا۔

وہ کچن میں سلیب کے پاس جا رلیے کھڑی تھی۔ وہ چائے پتی مقداد سے ابلتے پانی میں ڈال رہی تھی۔ ملازمہ باقی کا ناشتہ تیار کر رہی تھی۔ ملیحہ نے چائے میں اٹھتے جوش پر آنچ دھیمی کی پھر احتیاط سے دودھ شامل کیا۔ اس کی ہر حرکت میں شائستگی اور تسلسل تھا، جیسے چھوٹی چھوٹی عادات بھی کسی رقص کی طرز پر چل رہی ہوں۔ کچھ وقت بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر عمر صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہی کچھ فاصلے پر ہال میں نبیلہ بیگم، باسط اور خان چچا گفتگو میں مصروف تھے۔

"چائے کا ذائقہ واقعی بہت عمدہ ہے۔" باسط نے چند گھونٹ بھرتے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر ملیحہ کے لبوں پر ہلکی ما کراہٹ نے جنم لیا۔

"شکریہ۔"ملیحہ نے مختصر کہا۔

"ملیحہ، جب سے ہم آئے ہیں تب سے انکل کے منہ سے آپ کی اور آپ کی اس اسپیشل چائے کی بہت تعریف سنی ہے۔۔۔اس لیے میں نے آپ سے میرے لیے بھی چائے بنانے کی فرمائش کی۔"وہ بس مسکراتی رہ گئی۔

"پتا نہیں کیوں آپ سب اتنی تعریف کرتے ہیں، میں تو ویسے ہی بناتی ہوں جیسے باقی لوگ بناتے ہیں۔ "

"کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن کے ہاتھ سے بنے کھانوں میں ذائقہ ہوتا ہے۔"عمر صاحب نے ملیحہ کو دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اور آپ اُن میں سے ایک ہیں۔"باسط نے بات مکمل کی۔اس کی بات پر سب نے تائید میں سر ہلایا۔

اسی لمحے باسط کا فون وائبریٹ ہوا۔اسکرین پر نظر ڈالی۔اِزعان کال کر رہا تھا۔

"ایکسکیوز می۔"وہ اٹھتے ہوئے بولا اور اور عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہیلو۔"اِزعان اور باسط ایک ساتھ بولے۔

"باسط میں نے تمہیں ایک کام دیا تھا ہوا یا نہیں؟" وہ اپنی کرسی سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

نگاہیں شیشے کی دیوار کے پار تھی، مگر ذہن مکمل طور پر فون کال پر مرکوز۔ آواز مدھم مگر اس کے مدھم لہجے میں حکم کی سختی صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"کام ہو گیا ہے مگر میں لانا بھول گیا۔" باسط نے ہلکی جھینپ کے ساتھ کنپٹی سہلائی، جیسے اپنی نادانی پر شرمندہ ہو۔

"باسط وہ فائل مجھے آج ہی بھجوانی ہے۔" اِزعان نے ٹھنڈی اور واضح آواز میں کہا، جیسے کوئی حکم دے رہا ہو، ہر لفظ میں سنجیدگی اور اثر ڈالنے کی شدت موجود تھی۔

"سوری دوست میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔" باسط نے نرمی اور آرام دہ لہجے میں کہا۔

"باسط!" اسی لمحے ملیحہ آئی۔ ہاتھ میں چائے کا کپ اور نظریں باسط پر مرکوز تھی۔

"یہ تمہاری چائے وہاں ٹھنڈی ہو رہی تھی۔" وہ کپ تھما کر واپس چلی گئی۔ باسط نے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔

"یہ کس کی آواز تھی باسط؟" اِزعان کی آواز میں ہلکی حیرت اور معمولی تجسس جھلک رہی تھی، جیسے وہ پہلے بھی یہ آواز سن چکا ہے۔

"ملیحہ۔۔۔ انکل کی کیئر ٹیکر۔" اپنی چائے ختم کرتے وہ کپ ساتھ میں لیے ہال میں آیا۔

ملیحہ نام سن کر اِزعان کے ذہن میں کچھ گردش کر گیا۔اس کی نظریں اونچی ہوئی۔

"اچھا، میں فون بند کر رہا ہوں۔اب میں تم سے تھوڑی دیر میں فائل کے ساتھ ملتا ہوں۔"

اِزعان خاموش رہا۔کال منقطع ہو چکی تھی۔وہ کیبن میں پر سوچ نگاہوں سے کسی غیر مرعی نقطے کے دیکھ رہا تھا کہ کیبن کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔وہ سوچوں کے گرداب میں خاموش رہا۔

"سر کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"دروازے سے باہر کھڑے ایک نوجوان نے کچھ اونچی آواز میں پوچھا۔وہ ہوش میں آیا۔اس نے اجازت دی۔

"لیجیے سر آپ کی کافی۔"نوجوان لڑکا کافی میز پر رکھنے لگا۔

"شکریہ۔"اِزعان نے کہا تو وہ دوبارہ مڑ کر کیبن سے باہر نکل گیا۔کیبن میں صرف خاموشی رہ گئی اور اِزعان۔۔۔

اِزعان سر کی پشت کرسی سے لگا کر چھت کو تاکنے لگا۔

ΔΔΔΔΔ

Clubb of Quality Content

جنوری کی دوپہر ہلکی خنکی کے ساتھ خاموشی سے گزرتی جارہی تھی۔ سورج آسمان پر تھا، مگر اس کی روشنی میں وہ تپش نہیں تھی جو وقت کو روک سکے۔ گھڑی کی سوئیاں بے آواز آگے بڑھتی رہیں، جیسے لمحوں کو اپنے ساتھ کھینچتی چلی جارہی تھیں۔ انسان سوچتا رہ جاتا ہے، اور وقت اس کی سوچ سے کہیں زیادہ تیزی سے آگے نکل جاتا ہے۔ سردی معمول پر تھی، نہ زیادہ کاٹتی ہوئی نہ بالکل نرم، بس اتنی کہ ہوا میں ایک سنجیدہ سکون چھا جائے۔ اسی ٹھہرے ہوئے منظر میں بھی وقت رکا نہیں، وہ اپنی رفتار سے دن کو شام کی طرف دھکیلتا چلا گیا۔

مہناز اس وقت ایک کیفے کے کونے میں بیٹھی تھی۔ سامنے پولیس آفیسر موجود تھا۔ اور میز پر رکھے کپ کی بھاپ اس کے اندر اٹھتے سوالوں جیسی محسوس رہی تھی۔

"بتائیے آفیسر! اس کیس میں آپ کو مجھ سے کیا مدد چاہیے؟" آواز میں سنجیدگی تھی، مگر آنکھوں کی گہرائی میں ہلکی سی بے چینی لرز رہی تھی۔ وہ سیدھی بیٹھی، ہاتھ آپس میں مضبوطی سے جکڑے ہوئے، جیسے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"مِس شاہ، یہ قتل کا معاملہ ہے، اور عموماً ایسے معاملات میں سب سے پہلے شک اہلِ خانہ پر کیا جاتا ہے۔۔۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے آپ پر یا آپ کے گھر والوں پر شک ہے۔۔۔ مگر پوچھنا چاہتا ہوں کہ رُشنا کے تعلقات آپ سے اور باقی گھر والوں سے کیسے رہے ہیں؟ کیا کسی

کااِن کے ساتھ کوئی تنازع تھا؟" آفیسر کا لہجہ متوازن اور تفتیشی تھا۔ آنکھیں مہناز کے چہرے پر ٹھہری رہیں، جیسے ہر لفظ کے ساتھ اس کے ردِ عمل کو پرکھنا چاہتے ہوں۔ بات میں رسمی احتیاط تھی، مگر سوال کے پیچھے چھپا شک صاف محسوس ہو رہا تھا۔

"آفیسر، رُشنا سے ہم سب بہت پیار کرتے ہیں، ہم میں سے کوئی بھی اُسے دکھی نہیں کر سکتا۔۔۔ قتل تو بہت دور کی بات ہے۔" آواز پر سکون تھی مگر حلق کے قریب ایک غیر مرئی سی سختی در آئی، اور آخر میں اس کے لہجے میں مضبوط یقین اور دل آزردگی صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"مجھے اندازہ میرے الفاظ آپ کو کتنے برے لگ رہے ہیں مگر یہ میرا کام ہے مِس شاہ۔ "

"اچھا، پھر جن دنوں میں قتل ہوا تب رُشنا کا رویہ کیسا تھا؟ آپ کو کچھ یاد ہے؟" آفیسر کے اگلے سوال پر مہناز نے نظریں جھکائی، ماتھے پر شکن تھی جیسے کچھ یاد کر رہی ہو۔

"مجھے ویسے کچھ یاد نہیں ہے کیونکہ میں خود حادثے کے وقت اسلام آباد ٹرپ پر گئی تھی۔ مجھے ایکسیڈنٹ کی خبر فون کال سے ملی تھی اور میں اُسی وقت لاہور کے لیے روانہ ہو گئی۔ "

"کیا حادثے کے بعد آپ کو کبھی بھی کچھ غیر معمولی محسوس ہوا ہے رُشنا کے کسی دوست کے حوالے سے یا اہلِ خانہ کے حوالے سے؟"

"نہیں، کبھی بھی ایسا محسوس نہیں ہوا، بلکہ رُشنا کے کسی بھی دوست سے ملی ہی نہیں ہوں، ہاں اُس کا ایک خاص دوست تھا جواب نہیں ہے۔"

"نہیں ہے مطلب؟ "

"وہ مر چکا ہے۔"

"کیا نام تھا اُس دوست کا؟"

"مُحب۔ "

"آپ مُحب سے کبھی ملی تھی؟ "

"جی ایک بار ملی تھی، رُشنا کے ایکسیڈنٹ سے پہلے۔"

"ایک بار کی ملاقات میں کیا محسوس ہوا تھا۔۔۔ کیا کچھ غیر معمولی لگا تھا آپ کو؟"

"نہیں۔۔۔ وہ بہت سیدھا سادہ لڑکا تھا۔"

"واقعے کے وقت تو آپ نہیں تو آپ کو خبر کس نے دی؟ اور رُشنا سے آخری بات کب اور کیا ہوئی تھی؟ "

"میں نے بتایا ہے آپ کو میں اسلام آباد میں تھی، مجھے میرے بابا کے اسسٹنٹ کی کال آئی تھی۔۔۔ اور رُشنا سے آخری بات میری کچھ تین چار دن پہلے ہوئی تھی۔۔۔ ہم نے بس ایک

Clubb of Quality Content

دوسرے کا حال پوچھا اور فیملی کے بارے میں بات کی تھی لیکن تب رُشنا کی آواز نارمل تھی اور وہ بہت خوش بھی تھی۔"

"خوش کیوں تھی؟"

"اُس کی منگنی ہونے والی تھی، اُس انسان سے جسے وہ پسند کرتی تھی۔"

"آپ جانتی ہیں اُسے؟"

"جی نہیں، میں کبھی نہیں ملی ہوں۔۔۔ بلکہ میں تو خود حیران تھی جب اُس نے یہ بات مجھے بتائی تھی وہ پہلی اور آخری بار تھا۔۔۔ اس کے بعد میں نے کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔۔۔ کیونکہ مجھے دوسروں کی زندگی میں دخل دینا پسند نہیں۔"

"لیکن کیوں؟ کیا آپ کو اُس وقت شبہ نہیں ہوا کہ رُشنا کا قتل اُس کا ہونے والے منگیتر بھی کر سکتا ہے؟"

"نہیں آفیسر۔۔۔ شک کیسے ہوتا اُس وقت تو یہی بتایا گیا تھا کہ رُشنا کا ایکسیڈنٹ گاڑی کی بریک فیل کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"تو آپ نے پھر بھی ایک بار جاننے کی کوشش نہیں کی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کہہ چکی ہوں آفیسر میں نے کبھی کسی کی زندگی میں دخل نہیں دیا اور نہ ہی مجھے دلچسپی ہے اس لیے میں نے کبھی اس بارے میں مرُشنا سے بات نہیں کی۔

"عجیب بات ہے مس شاہ۔۔۔بہن کی زندگی میں کیا ہو رہا تھا، آپ کو معلوم ہی نہیں؟"

آفیسر نے ہر لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا۔ مہناز نے سر اٹھایا، آنکھوں میں ہلکی سی سختی ابھری۔

"مجھے لگتا ہے آپ کم سنتے ہیں۔۔۔میں نے کچھ دیر پہلے یہی کہا کہ میں کسی کی زندگی میں دخل نہیں دیتی اور نہ ہی مجھے انٹرسٹ ہے۔" آفیسر نے دونوں ابرو اٹھائے ہلکی مسکان بھری۔

چند لمحوں کے لیے میز کے درمیان ایک خاموش تناؤ ٹھہر گیا۔

"اگر آپ کو انٹرسٹ نہیں ہے تو پھر آپ نے رُشنا کا کیس کیوں ری اوپن کروایا؟" آفیسر نے ہلکا سا جھک کر سوال کیا۔ اس بار آفیسر کا لہجہ پہلے جیسا نرم نہ تھا۔ آنکھیں سیدھی مہناز پر جمی تھیں۔

"کیونکہ میری بہن کا قتل ہوا ہے آفیسر اور میں صرف اُسے انصاف دلانا چاہتی ہوں۔" مہناز کی آواز دبی ہوئی تھی، مگر اس میں ایک واضح کپکپاہٹ چھپی تھی۔۔۔ایسی جو کمزوری نہیں،

درد کی شدت کو ظاہر کرتی ہے۔وہ ایک لمحے کو رکی، پھر آہستہ سے سیدھی ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اور ایک بات۔۔۔" مہناز کے لہجے میں اب ہلکی سی سختی در آئی:

"کیس ری اوپن کرنے کی اجازت مانگنے آپ آئے تھے۔۔۔میں نہیں۔"

آخری جملہ اس نے پوری سنجیدگی سے ادا کیا، جیسے ایک حد کھینچ دی ہو۔۔۔واضح، صاف، اور ناقابلِ تردید۔

"آپ کے جواب سننے کے بعد میرے سوالوں کی فہرست کافی لمبی ہو گئی ہے۔"آفیسر نے ہلکی سانس لی۔

"دِکھ رہا ہے۔۔۔آپ کے چہرے پر شک کی لکیریں واضح ہو رہی ہے۔"

"مجھے مہناز کا فون چاہیے، کیا آپ مجھے دے سکتی ہیں؟"

"وہ اِوقت میرے پاس نہیں ہے میں کل آپ کو دے دو نگی۔" مہناز نے سر ہلاتے کہا۔

"نہیں! مجھے آج چاہیے۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔ مہناز اس کے لہجے پر بے یقینی سے دیکھتی رہی۔

"ٹھیک ہے میں رات کو دے دونگی، کیونکہ ابھی میں اپنے اسٹوڈیو جا رہی ہوں۔" مہناز نے نرم انداز میں جواب دیا۔ آفیسر نے سر کو خم دیا۔

"مِس شاہ! یہ بات تو طے ہے کہ رُشنا کی موت حادثہ نہیں تھی، تو آپ کس پر سب سے پہلے شک کریں گی؟" آفیسر نے کرسی کی پشت سے ذرا سا جھک کر کہنی میز پر ٹکائی، انگلیاں آپس میں پیوست کر لیں۔ اس کی آواز دھیمی تھی۔ نظریں مہناز پر ٹھہری رہیں۔

سوال سن کر مہناز کے چہرے پر گہری سنجیدگی اتر آئی۔ مہناز نے آفیسر کی آنکھوں میں سیدھا دیکھا۔ چہرہ پُر سکون تھا۔ "نہیں، مجھے کسی پر شک نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے، پھر میں چلتا ہوں اور فون میرا حوالدار آ کر لے جائے گا۔" آفیسر نے کرسی پیچھے سرکاتے ہوئے کہا۔ اُس کی نظریں ایک لمحے کو مہناز کے چہرے پر ٹھہریں، جیسے وہ خاموشی میں بھی کوئی جواب تلاش کر رہا ہو۔ مہناز نے سر کو خم دے کر ہامی بھری۔

وہ کوٹ کے بٹن بند کرتے وہ آہستہ قدموں سے کیفے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہوا تو میز پر رکھی کافی کی ٹھنڈی ہوتی بھاپ کی طرح فضا میں بھی ایک انجانی سی سنسنی باقی رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ΔΔΔΔΔ

رات کے دس بج چکے تھے۔اِزعان اپنی مخصوص سنجیدگی کے ساتھ سامنے رکھی فائل کے آخری صفحے پر قلم چلانے لگا۔سیاہی کا آخری خم کاغذ پر ثبت ہوا تو اس نے چند لمحے دستخط کو دیکھا، فائل بند کر کے مقابل بیٹھے شخص کو مختصر مگر واضح ہدایات دیں۔۔۔لہجہ پُر سکون، مگر فیصلہ کن۔ہر لفظ میں اعتماد تھا۔آخری ہدایت دیکر وہ اٹھنے لگا۔کرسی سے اٹھتے ہوئے اس نے اپنے کوٹ کا بٹن درست کیا۔وہ کیبن سے باہر نکلا تو پورا فلور جیسے اس کی موجودگی سے باخبر ہو گیا۔انداز شاہانہ تھا، چال میں بے ساختہ وقار اور آنکھوں میں وہ خاموش سی چمک جو صرف کامیاب لوگوں کی پہچان ہوتی ہے۔

اِزعان صرف ایک ڈیزائنر نہیں تھا۔۔۔وہ ایک برانڈ تھا۔لندن سے لے کر لاہور، ممبئی اور دیگر جگہوں پر اس کے نام کی گونج تھی۔اس کی برائیڈل کلیکشن شاہی خاندانوں کی تقریبات میں نظر آتی، اس کے ڈیزائن کردہ بیگز اور جیولری سوشل ایلیٹ کی پہلی پسند تھے، اور ہر سیزن کی لانچ چند گھنٹوں میں سولڈ آؤٹ ہو جاتی۔

وہ تخلیق کار تھا، مگر ساتھ ہی ایک غیر معمولی بزنس مائنڈ بھی۔ وقار اُس کی ذات کا سب سے نمایاں حوالہ تھا، خاموشی اُس کی طاقت، اور کامیابی اُس کا معمول۔

اِزعان جہاں کھڑا ہوتا، وہاں صرف فیشن نہیں۔۔۔ ایک معیار قائم ہوتا۔

اِزعان نے گاڑی اسٹارٹ کی تو شیشوں پر شہر کی روشنیاں لمبی لکیروں کی طرح بہنے لگیں۔

جنوری کی رات سرد اور غیر معمولی حد تک خاموش تھی۔ دفتر کی عمارت پیچھے رہ گئی۔ سیاہ گاڑی سنسان سڑک پر تیز رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ اِزعان کے ہاتھ مضبوطی سے اسٹیئرنگ پر جمے تھے۔ ہیڈلائٹس اندھیرے کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔ ایک موڑ قریب آیا۔ اس نے اُسی تیز رفتار میں گاڑی دائیں جانب موڑی اور اگلے ہی لمحے اس کا پاؤں پوری شدت سے بریک پر پڑا۔

ٹائر کی چیخ سنسان رات میں گونجی۔ گاڑی جھٹکے سے رکی۔

لمحے بھر میں سب کچھ بدل گیا۔

جو چہرہ چند سیکنڈ پہلے پُرسکون تھا، اب ساکت اور بے رنگ ہو چکا تھا۔ ہیڈلائٹس کی سفید روشنی میں ایک وجود زمین پر گرا ہوا تھا۔ اِزعان کا دل زور سے دھڑکا۔

Clubb of Quality Content

ایک لمحے کے لیے اس کی سانسیں رک گئیں۔ذہن کی نسیں تیزی سے ماضی کے اندھیروں میں جا پہنچی۔

وہ سیاہ گاڑی سرد رات اور خون سے رنگا وجود۔۔۔

"نہیں۔"اس نے بے اختیار سر جھٹکا، جیسے یاد کو دھکیل دینا چاہتا ہو۔ماتھے پر شکن اور چہرے پر پسینے کے چند قطرے نمایاں تھے۔وہ گاڑی سے اترا۔

ہیڈ لائٹس کی سفید روشنی میں زمین پر پڑا وجود اب واضح ہونے لگا۔

گہرے سرخ رنگ کے لباس میں وہ لڑکی ساکت پڑی تھی۔دوپٹہ آدھے چہرے پر بکھرا ہوا، جیسے شام نے اپنی آخری لالی اس پر چھوڑ دی ہو۔اِزعان چند قدم آگے بڑھا۔

"ہیلو۔۔۔آپ ٹھیک ہیں؟"

کوئی جواب نہیں۔

اس کے ذہن میں دو خیال آپس میں الجھنے لگے،ایک طرف ماضی کا وہ سایہ تھا اور دوسرے خیال میں صبح کا دھندلایا ہوا منظر۔

جہاں سفید گاڑی میں بیٹھی وہ لڑکی اپنے آپ کو دوپٹے سے آزاد کرنے کی جدوجہد میں تھی۔

اِزعان نے گہری سانس لی، جیسے خود کو حال میں واپس لانا چاہتا ہو۔پھر آہستہ آہستہ قدم

بڑھائے اور اس کے قریب آکر رک گیا۔ کچھ لمحے زمین پر پڑے اُس وجود کا جائزہ لیا۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں غیر محسوس سی لرزش تھی۔ اِزعان نے دھیرے سے دوپٹہ چہرے سے سرکایا۔ وقت جیسے ٹھہر گیا۔ وہ ملیحہ تھی، مگر اِزعان کے لیے صرف ایک انجان چہرہ۔

اس وقت وہ بالکل خاموش تھی، مگر اس خاموشی میں بھی ایک معصوم سی روشنی جھلک رہی تھی۔ اِزعان نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔ اور ایک لمحے کو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دل کے اندر کوئی انجانی سی دستک ہوئی ہو۔

گاڑی کی ہیڈ لائٹس اب بھی اس بے جان سی پڑی لڑکی پر ٹھہری تھیں۔ اِزعان نے خود کو سنبھالا اور جھک کر اس کی نبض ٹٹولی۔ انگلیاں اس کی کلائی پر ٹھہریں تو دل ایک لمحے کو پھر ماضی کی دہلیز پر جا کھڑا ہوا، اِزعان نے بے اختیار آنکھیں میچ لیں۔ کچھ لمحے بعد اُسے اپنی انگلیوں کے نیچے مدھم سی دھڑکن محسوس ہوئی۔

سانس بھی چل رہی تھی بے ترتیب مگر موجود۔ وہ زندہ تھی۔ صرف بے ہوش۔

اِزعان نے گہرا سانس لیا۔ جیسے سینے پر رکھا بوجھ ذرا سا ہٹا ہو۔ وہ سیدھا کھڑا ہو۔ ایک نظر پھر اس پر ڈالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ میرا مسئلہ نہیں۔" اس نے دل میں کہا۔

وہ مڑا، گاڑی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ انجن اسٹارٹ کیا، مگر ہاتھ اسٹیئرنگ پر جمنے کے باوجود گاڑی آگے نہ بڑھی۔ ہیڈ لائٹس اب بھی سڑک پر پڑے اُس وجود کو روشن کر رہی تھیں۔

ایک لمحہ گزرا پھر دوسرا اور پھر تیسرا۔۔۔اِزعان نے جھٹکے سے گاڑی بند کی جیسے کوئی خیال اس کے دل کو مجبور کر رہا ہو۔ وہ دوبارہ باہر نکلا اور اس کے قریب آکر جھکا۔ اس بار تاخیر نہیں کی۔ احتیاط سے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔ وہ بے جان سی۔۔۔ جیسے نیند نے اسے مکمل طور پر اپنی آغوش میں لے رکھا ہو۔ گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے فرنٹ سیٹ پر بڑی احتیاط سے بٹھایا، سیٹ بیلٹ باندھی، پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ چابی گھما کر اِزعان کی نظر ملیحہ کے چہرے پر پڑی، اس کے دل میں ایک ہلکی سی لرزش دوڑ گئی۔ کچھ لمحے کے لیے وہ جیسے جم سا گیا، ہاتھ اسٹیئرنگ پر رک گئے، اور دماغ میں ایک اجنبی سا خیال چمک گیا۔

نہ خوف، نہ پہچان، بس ایک غیر واضح سا اثر جو اسے اندر سے ہلا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے دل کی دھڑکن معمول سے تیز ہو گئی، اور وہ لمحہ چند سیکنڈ کے لیے ایسا لگا جیسے وقت رک گیا ہو۔ پھر اس نے گہرا سانس لیا، خود کو سنبھالا، اور آگے بڑھا، مگر وہ غیر محسوس سا جھٹکا اب بھی دل میں موجزن تھا۔

گاڑی سنسان سڑک سے مڑ کر شہر کے پوش علاقے کی طرف بڑھ گئی، قصرِ دلاور کی سمت۔

قصرِ دلاور رات کی روشنیوں میں خاموش کھڑا تھا۔ گھر غیر معمولی طور پر خاموش تھا۔ عمر صاحب اور نبیلہ بیگم کسی دعوت میں گئے ہوئے تھے۔ گاڑی پورچ میں رکی۔ اِزعان نے دروازہ کھولا اور ایک بار پھر اسے دھیرے سے بازوؤں میں اٹھالیا۔ اس دوران ملیحہ کا سر اِزعان کے سینے سے ٹکرایا۔ یہ چھوٹا سا لمس، چھوٹا سا جھٹکا، اِزعان کے دل میں ایک عجیب سی چُبھتی ہوئی کیفیت پیدا کر گیا۔ وہ لمحہ لمحے کے لیے رک گیا۔ نظریں پھر ملیحہ کے چہرے پر ٹھہریں، پھر دھیرے قدم لیتا ہوا وہ داخلی دروازہ عبور کر گیا۔ ہال میں پہنچ کر اس نے ملازم کو آواز لگائی۔

" شفیق!" ملازم دوڑتا ہوا آیا اور منظر دیکھ ٹھٹھک کر رہ گیا۔

"سر یہ تو۔۔۔ وہ ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اِزعان نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی۔ ملازم خاموش ہو گیا۔

"باسط سے کہو کہ آہل کو فون کرے اور کہے کہ ایمر جنسی ہے، میں نے بلایا ہے۔" اس کی مضبوط آواز پر ملازم نے سر کو خم دیا۔اِزعان، ملازم کے اطراف سے گزرنے ہی لگا تھا تبھی ملازم نے دوبارہ کہنا چاہا۔

"سر یہ تو مم۔۔۔

"جاؤ۔۔۔اور میرے لیے ایک گلاس جوس لیکر آؤ۔" اس کی گھوری پر ملازم مزید کچھ بولے آگے بڑھ گیا۔

اِزعان ملیحہ کو لیے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

ملازم اسے اوپر جاتے دیکھتا رہا۔

"سر میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ملیحہ بی بی ہے اور باسط سر گھر پر نہیں ہے۔" اس نے دھیمی آواز میں خود کو جواب دیا۔ لمحے بعد سر جھٹک کر اپنے فون سے آہل کا نمبر ملانے لگا۔

"ہیلو۔" آہل نے کہا۔

"ڈاکٹر آہل؟! آپ جلدی قصرِ دلاور آیئے،اِزعان سر نے بلایا ہے اایمر جنسی ہے۔" آہل جو ہسپتال کا گیٹ پار کر رہا تھا یکدم رک گیا۔

"کیا ہوا ہے شفیق؟"

"ڈاکٹر وہ اِزعان سر ملیحہ بی بی کو گھر لائے ہیں اور ملیحہ بی بی بے ہوش ہے۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں پتا، آپ جلدی آیئے۔۔۔ سرور نہ مجھے بے ہوش کر دینگے۔ "

"ملیحہ ؟ کیا ہوا ہے اُسے ؟" آہل نے فکر مندی سے پوچھا۔

"سر پتا نہیں آپ جلدی یہاں آیئے۔" ملازم جوابا گھوا۔

"اچھا میں آتا ہوں۔" وہ لمحہ ضائع کیے بغیر گیٹ سے باہر نکل گیا اور کچھ ہی لمحوں میں اس کی گاڑی سڑک پر قصرِ دلاور کی سمت رواں تھی۔

کمرے میں مدھم روشنی تھی۔اِزعان نے اسے آہستگی سے بیڈ پر لٹادیا۔اس کا دوپٹہ درست کیا،اِزعان کی نظر بار بار ملیحہ کے چہرے پر اُٹھ رہی تھی۔

وہ چند قدم پیچھے ہٹا مگر نگاہیں وہیں ٹھہر گئیں۔ جیسے دل نے قدم روک لیے ہوں۔ بالوں کی چند بے ترتیب لٹیں پیشانی پر آ گری تھیں۔اس نے بے اختیار ہاتھ بڑھایا، مگر چھونے سے پہلے ہی روک لیا۔انگلیاں فضا میں معلق رہ گئیں، پھر آہستگی سے واپس کھینچ گئیں۔وہ خود پر حیران تھا۔۔۔یہ کیسی بے ساختہ کشش تھی جس کی کوئی توجیہہ نہیں۔

"یہ میں کیا کر رہا ہوں ؟" اسے سمجھ نہیں آیا کہ عجیب وہ ہو گیا تھا۔۔۔یا یہ لمحہ۔

نہ وہ اسے جانتا تھا، نہ پہچانتا تھا۔۔۔ مگر دل جیسے اس انجان چہرے کے گرد ایک نادیدہ سا دائرہ کھینچ چکا تھا۔اس نے قریب پڑی کمبل کو ہلکے سے اس پر ڈال دیا۔ حرکت میں نہ نرمی تھی نہ بے تکلفی۔۔۔بس ایک محتاط سا خیال۔

چند لمحے وہ وہیں کھڑا رہا۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی فضا بدل گئی ہو۔ جیسے اس کی مضبوط، منظم زندگی میں پہلی بار کوئی بے ترتیب سا لمحہ داخل ہوا ہو۔

سر جھٹک کر وہ بالکونی کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کے اندر خاموشی چھا گئی۔ بالکونی میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔اِزعان نے سگریٹ سلگائی۔شعلہ لمحہ بھر کو اس کے چہرے پر روشنی بن کر ابھرا۔۔۔ پھر دھواں رات میں تحلیل ہونے لگا۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے دور اندھیرے کو دیکھنے لگا۔

Clubb of Quality Content

گیارہ بجے کے قریب اس کے بدن میں ہلکی سی حرکت ہوئی جیسے وہ ہوش میں آنے لگی ہو۔ بستر کی چرچراہٹ پر اس کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلیں۔ابتداء میں دھندلا سا عالم تھا، ہر چیز دھند میں لپٹی ہوئی محسوس ہوئی، پھر دھیرے دھیرے ہوش نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی اور لمحے بھر کے لیے اس کے دل کی دھڑکنیں رک سی گئیں۔

کمرے کی مدھم روشنی، کھڑکی سے آنے والی ٹھنڈی ہوا، اور چاروں طرف کا سنّاٹا۔۔۔سب کچھ عجیب سالگ رہا تھا۔اسے شدت سے سردی محسوس ہوئی۔اسی لمحے فضا میں کوئی تیز سی مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔اس کی سانس ایک لمحے کو اٹکی، پھر سینے میں ہلکی سی جلن اٹھی۔خشک سی کھانسی اس کے لبوں سے بے اختیار نکل گئی۔بالکونی میں کھڑا اِزعان چونکا۔سگریٹ کی راکھ ریلنگ پر جھڑی اور وہ فوراً مڑا۔

"یہ میں کہاں آگئی ہوں؟"اس نے دھیمی، لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔دل میں خوف نے اچانک پنجے گاڑ لیے۔وہ بیڈ سے اٹھنے لگی تھی کہ اس نے ایک دھندلا سا سایہ دیکھا، بالکونی میں ایک شخص کھڑا تھا، مگر روشنی اور فاصلے کی وجہ سے اس کا چہرہ مکمل طور پر نظر نہ آیا، مگر انداز و قامت نے ملیحہ کے دل میں ایک عجیب سا دھچکا دے دیا۔

اس نے فوراً ہوش میں آکر محسوس کیا کہ شاید کوئی اسے یہاں لایا ہے۔۔۔یا کچھ اور؟اس کے دل میں ایک خوفناک امکان نے جگہ بنالی۔اسی لمحے اسے دیکھ کے گلے میں خشک سی کھانسی اٹکی اس نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا گلاس اٹھایا اور پانی پیا۔

"کون ہے؟ کون ہیں وہاں؟"اس نے پھر لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔سر میں اچانک درد کی لہر دوڑ گئی اور وہ کراہ اٹھی۔

اس کی آواز پر اِزعان نے سگریٹ کا آخری کش لگایا، دھواں ہوا تحلیل ہوا، پھر بچی ہوئی سگریٹ کو پیروں سے مسل کر دھیرے قدم لیتا ہوا کمرے میں چلا آیا۔ کمرے کی مدھم روشنی میں اس کا چہرہ مکمل نمایاں ہوا۔ مگر ابھی بھی ایک پر اسرار سایہ اس کے حسن اور وقار کے گرد موجود تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" اِزعان قدم لیے اس کے عین سامنے آرکا۔ اس کے لہجے میں قدرے نرمی تھی ایسی نرمی جس سے ملیحہ نے کچھ غیر معمولی محسوس کیا۔

اِزعان مزید کچھ کہتا کہ ملیحہ کی حرکت نے کمرے کی فضا کو سنسان کر دیا۔ اِزعان کا چہرہ ایک جانب جھکا ہوا تھا۔ ہونٹ کھلے ہوئے، آنکھیں بڑی، دل جیسے ایک پل کے لیے رک گیا تھا۔ اچانک ملے اس جھٹکے پر اِزعان ششدر تھا۔

اسی لمحے کا دروازہ دھیرے سے کھلا۔ ملازم ہاتھ میں جوس لیے اندر آیا اور منظر دیکھ کر خاموش، حیران کھڑا رہ گیا۔

‘Are you mad?’

اِزعان نے بے یقینی سے کہا۔ ملیحہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔ وہ آگے بڑھا۔

Clubb of Quality Content

"رک جاؤ۔۔ خبردار جو میرے قریب آئے۔"ملیحہ نے انگلی کے اشارے سے مقابل کو روکا۔اِزعان ٹھہر گیا۔ پھر اس نے بیڈ کے سائڈ ٹیبل پر موجود چھوٹے سائز کا واز اٹھایا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں؟ واز نیچے رکھیں۔"اِزعان حیران ہوا۔

"پہلے تم بتاؤ تم کون ہو؟اور میں یہاں کیسے آئی؟"ملیحہ کا لہجہ مضبوط تھا مگر آواز میں ہلکی لرزش واضح تھی۔

"پہلے آپ یہ واز نیچے رکھیں۔"

"نہیں۔۔۔پہلے تم جواب دو، بتاؤ کون ہو اور میں یہاں کیسے آئی؟ بتاؤ ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دونگی۔"اِزعان مزید چونکا۔اسے جیسے محسوس ہوا کہ شاید یہ لڑکی اس کا سر پھاڑ بھی سکتی ہے۔اس نے اگلے ہی لمحے جواب دیا۔

"میں لیکر آیا ہوں آپ کو۔۔۔پلیز آپ یہ واز نیچے رکھیں۔"ملیحہ اس کے جواب پر حیران ہوئی۔

"کیوں؟ مجھے کڈنیپ کرنے کوشش کر رہے ہو؟"اس کی آنکھیں شعلہ بن کر اس پر جم گئیں۔

"کڈنیپ؟"اس نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"نہیں، آ۔۔آپ بے ہوش تھیں۔اس لیے مجھے آپ کو اٹھا کر یہاں لانا پڑا۔"اس کی آواز مدھم مگر صاف تھی، لہجے میں وضاحت بھی تھی اور غیر محسوس سی ناگواری بھی۔۔۔ جیسے وہ خود کو صفائی دینے کا عادی نہ ہو۔

ملیحہ اس کی بات پر پھر حیران ہوئی۔

"اٹھا کر لانا پڑا مطلب؟ "

"اردو میں تو بولا ہے اب اس میں مطلب کیا سمجھاؤں۔"اِزعان اس کے سوال پر نرم آواز میں بولا۔اس کی بات پر ملیحہ سوچنے لگی۔اس کو خاموش دیکھ کر اِزعان نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ایک قدم آگے بڑھا کر احتیاط سے ملیحہ کے ہاتھ سے واز لیا۔

پورچ میں آہل کی گاڑی رکی۔وہ گاڑی سے اتر کر اندر آنے لگا تبھی ایک اور گاڑی لمبی راہداری عبور کرتی آنے لگی۔

"ارے ڈاکٹر آہل! تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" باسط نے مسکراتے ہوئے گاڑی سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اِزعان نے بلایا ہے۔۔۔ کیا ایمر جنسی ہوئی ہے؟"آہل جوابا گویا ہوا۔

"ایمر جنسی؟" باسط نے شکن لیے دہرایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"باسط سر۔۔۔آہل سر۔" ملازم دوڑتا ہوا اِن کی طرف آیا۔

"کیا ہوا شفیق تم اتنے ہانپ کیوں رہے ہو؟" شفیق نے خود کو اور پھلتی ہوئی سانس کو سنبھال کر جواب دیا۔

"وہ ملیحہ بی بی۔۔۔انہوں نے سر کو تھپڑ مار دیا ہے۔" دونوں کی آنکھوں میں حیرت نمایاں ہوئی۔

"واٹ؟" وہ دونوں یک زبان ہوئے۔

"جی ہاں، جوس دینے گیا تھا تھپڑ دیکھ کر آیا ہوں۔"

"یہ ہو کیا رہا ہے؟" ملازم کی بات پر دونوں فوراً کمرے کی جانب بڑھے۔

کمرے کا دروازہ پھر سے کھلا، باسط اور آہل اندر آئے۔اِزعان اور ملیحہ کا رخ اب باسط اور آہل کی جانب تھا۔ابھی اِزعان نے کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھی کہ ملیحہ بولی۔

"باسط، آہل۔۔۔آپ دونوں یہاں؟" ملیحہ کے منہ سے اِن کے نام سن کر اِزعان چونک کر کھڑا رہ گیا۔اس نے پہلے ملیحہ پر پھر آہل اور باسط پر نگاہ ڈالی۔

تم مجھے ایسے گھور کیوں رہے ہو؟" ملیحہ نے گھورتے ہوئے کہا۔آہل اور باسط نے ایک ساتھ اِزعان کی جانب دیکھا۔

اِزعان نے چند لمحے ملیحہ کو دیکھا۔ پھر نہایت سنجیدگی سے بولا،

"میں کب سے آپ کو عزت دے رہا ہوں، اور آپ ہیں کہ مسلسل 'تم تم' کیے جا رہی ہیں۔ "

"تمہاری عزت کا کیا میں اچار ڈالوں۔۔۔ تم نے مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے اٹھا کر یہاں لائے ہو، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی؟ بتاؤ ذرا۔" ملیحہ کہتے ہوئے اِزعان کی سمت بڑھی تو وہ بے اختیار پیچھے ہوا۔ ملیحہ کی آنکھیں غصے سے پھیلی ہوئی تھیں۔ اِزعان بھنویں چڑھائے اسے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر پہلے حیرت آئی، پھر ناقابلِ یقین سا تاثر۔ بھنویں ہلکی سی سکڑیں، ہونٹوں پر ضبط کی لکیر کھنچی۔

"میں نے کوئی کڈنیپ نہیں کیا ہے۔" اِزعان نے بھی یکدم ملیحہ کے سمت ایک قدم بڑھایا وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔ اِزعان کے چہرے اور آنکھوں میں ایک چمک تھی۔ آدھی ناراضی، آدھی بے بسی۔۔۔

آہل نے گلا کھنکارا، مگر کچھ بولا نہیں۔ باسط نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس کے چہرے پر دوست والی تفریح کا عجیب امتزاج تھا۔ لمحے بعد آہل نے آہستہ سے کہا،

Clubb of Quality Content

"ایک منٹ رکو دونوں، درمیان میں فاصلہ بناؤ اور پہلے مجھے یہ بتاؤ کی تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟"اس نے دونوں کو ایک ایک قدم پیچھے کیا، پھر اِزعان کی جانب متوجہ ہوا۔

"کیا ایمرجنسی ہو گئی ہے؟"آہل کا اِزعان سے بے تکلف ہونے پر ملیحہ کچھ حیران ہوئی۔

"آپ جانتے ہیں انہیں؟"ملیحہ نے آہل کو مخاطب کیا۔

"ہاں میرا دوست ہے۔"وہ مزید حیران ہوئی۔آہل نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

"کیا ہوا ہے؟"

"اس نے مجھے اغوا کیا ہے۔"وہ دانتوں کو سختی سے بھینچ کر بولی۔اِزعان اور آہل دونوں ملیحہ کو۔دیکھنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے اغوا نہیں کیا ہے۔"وہ بھی اسی انداز میں بولا۔پھر آہل کی جانب متوجہ ہوا۔

"یہی ہے وہ ایمرجنسی۔"اِزعان نے نرمی سے کنپٹی سہلائے کہا،اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"تم۔ہو ایمرجنسی؟ تمہیں کیا ہوا ہے؟"وہ اب ملیحہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"کچھ نہیں، میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔"وہ شانے اچکا کر بے نیازی سے بولی۔اس کے انداز پر اِزعان نے بھنویں سکیڑی۔

"تو پھر ایمر جنسی کیا تھی اِزعان؟" آہل نے دوبارہ اِزعان کو مخاطب کیا۔

اِزعان نے چند لمحے خاموش رہ کر آہل کی طرف دیکھا، پھر نظر ملیحہ پر ٹھہرادی۔ چہرہ سنجیدہ تھا، مگر لہجے میں کوئی سختی نہ تھی۔

"میری گاڑی سے اِن کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔"

وہ ایک لمحہ رکا، جیسے الفاظ تول رہا ہو۔ ملیحہ بھی اپنے ذہن پر زور دینے لگی اور خیال اس کے ذہن میں کسی بجلی کی تیز رفتار جیسے گردش کرنے لگا۔

کمرے میں ایک بار پھر اِزعان کی آواز گونجی۔

"یہ بے ہوش ہو گئی تھیں، ہسپتال لانا مناسب نہیں لگا تو یہاں لے آیا، اور تمہیں فون کیا کہ تم یہاں آؤ۔" اس کے انداز میں صفائی تھی، مگر صفائی دینے والا اضطراب نہیں۔ آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔ آدھی ذمہ داری، آدھی ان کہی بے چینی۔

"میں نے اغوا نہیں کیا ہے مس؟" اس کے الفاظ منہ میں ہی رک گئے، وہ ملیحہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک اجنبی سی کشش محسوس کر رہا تھا، اِزعان اس کا نام جاننے سے قاصر تھا تبھی باسط نے آہستہ سے کہا:

"مس ملیحہ !" یہ لفظ جیسے ہوا میں گونج گیا، اورِ از عان کے دل کی دھڑکن ایک لمحے کے لیے رک گئی اس نے حیرت بھری نظروں سے باسط کو پھر ملیحہ کو دیکھا۔

ملیحہ کے چہرے پر ندامت اور بے چینی واضح ہونے لگی۔ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"

"میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔" اس نے پیشانی پر انگلیاں پھیرتے جواب دیا۔ ملیحہ کی نگاہوں میں حیرت، شرمندگی اور بے چینی صاف واضح ہونے لگی۔

"آپ کو چوٹ بھی لگی ہے۔" باسط، ملیحہ کے پیشانی دیکھ کر بولا۔

"تم ادھر آکر بیٹھو۔" آہل نے اسے بیڈ کے کنارے بیٹھنے کو کہا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"باسط فرسٹ ایڈ باکس۔" باسط نے لمحے بعد فرسٹ ایڈ باکس آہل کو تھمایا۔

"تو یہ وہی ہے جس نے اُس رات فون پر بات کی تھی۔" اس نے دل میں سوچا اور نظریں ملیحہ پر جمادی۔

آہل اب ملیحہ کی پٹی کر رہا تھا۔اس دوران ملیحہ نے ایک خاموش سی نظر اٹھا کر اپنے عین سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو پہلے ہی اس پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا اس کی پلکیں فوراً جھک گئی۔

قصرِ دلاور کا مرکزی دروازہ ایک بار پھر کھلا تھا ایک بڑی سیاہ گاڑی، پہیوں کی چرچراہٹ کے ساتھ داخلی دروازے کے عین سامنے رکی۔

ڈرائیور دونوں وجود کے اترتے ہی گاڑی کو پورچ میں ایک جانب کھڑی کرنے لگا۔ نبیلہ بیگم اور عمر صاحب ہال میں پہنچے تو ملازم جوس کا گلاس لیے دوبارہ اِزعان کے کمرے میں جا رہا تھا۔

"شفیق! یہ جوس کس کے لیے لے جا رہے ہو؟" نبیلہ بیگم نے پوچھا۔

"بیگم صاحب، اِزعان سر کے لیے، انہوں نے منگوایا ہے۔" ملازم جواب دیکر اوپر جانے ہی لگا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا۔ وہ چاروں اب کمرے سے باہر نکل رہے تھے۔اس دوران ملیحہ کا دھیان اس بات پر نہیں گیا کہ جہاں اسے بے ہوشی میں لایا گیا ہے وہ قصرِ دلاور ہے۔ وہ بے دھیانی میں سب کے ساتھ سیڑھیاں اترنے لگی۔

"ملیحہ!" نبیلہ بیگم نے اسے پکارا تو اس کا سارا دھیان واپس آیا۔اس نے ارد گرد نظریں دوڑائی۔ وہ ٹھٹھکی، حیران ہوئی۔

"تم گھر نہیں گئی ابھی تک؟" عمر صاحب نے آگے بڑھے نرمی سے سوال کیا پھر اس کے سر پر بندھی سفید پٹی کو دیکھا تو تفکر انداز میں پوچھا:

"اور یہ تمہارے سر پر چوٹ کیسی ہے؟"

"دراصل اس کا چھوٹا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" وہ کچھ بول نہیں پائی تو آہل نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن ایکسیڈنٹ ہوا کیسے؟" عمر صاحب نے پوچھا۔

"مجھ سے ہوا ہے ڈیڈ۔" جواب اِزعان نے دیا جو ملیحہ سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ لہجے میں سنجیدگی، نرمی اور شرمندگی شامل تھی۔ کچھ لمحے اس نے پھر نظریں ملیحہ پر مرکوز کی۔ اِزعان کے لبوں سے نکلے الفاظ پر ملیحہ جم کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ سانس ہلکی سی اٹکی۔ ذہن نے تیزی سے جملے جوڑنے شروع کیے۔

ڈیڈ؟ پھر اسے کچھ دیر پہلے ہوا منظر یاد آیا، جہاں آھل نے اِزعان کا نام لیا تھا۔۔۔ از۔ اِزعان دلاور یعنی ای ڈی۔۔۔ یعنی۔۔۔ یہ انکل کا بیٹا ہے !

اس نے دھیرے سے نظریں اٹھائیں۔ سامنے کھڑا شخص جسے وہ کڈنیپر سمجھ رہی تھی۔۔۔ وہ۔۔۔ عمر دلاور کا بیٹا ہے۔۔۔ عمر دلاور۔

جنہیں وہ عزت سے "انکل" کہتی ہے۔

جن کی خدمت اس کی ذمہ داری ہے۔

اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

ایک لمحے میں اسے سب یاد آنے لگا، وہ فون کال اور آج کا بے ساختہ تھپڑ۔

اس نے زور سے آنکھیں میچ لی، اس کے اندر ندامت کی ایک گرم لہر دوڑ گئی۔

"سڑک خالی تھی، میں گاڑی اسپیڈ سے چلا رہا تھا اور اچانک۔" اس کے الفاظ تھم گئے۔ ایک لمحہ وہ خاموش رہا۔ نظریں ملیحہ کے چہرے پر ٹھہریں، پھر ہلکی سی جھک گئیں۔

"تمہیں ہمیشہ کہا ہے اِزعان کہ گاڑی آہستہ چلایا کرو۔" نبیلہ بیگم نے تفکر آمیز مگر نرم لہجے میں کہا۔ آواز میں ڈانٹ کم، ماں کی بے چینی زیادہ تھی۔ پھر وہ قدم بڑھا کر ملیحہ کے قریب آئیں۔

"تم ٹھیک ہو؟" ان کے ہاتھ بے اختیار ملیحہ کے بازو پر آ ٹکے۔ لمس میں شفقت تھی، سوال میں خالص فکر۔

ملیحہ نے نظریں جھکا لیں۔ دل میں ابھی تک ندامت کی ہلکی سی گرہ موجود تھی۔ اِزعان کی موجودگی اسے غیر محسوس سی جھجھک میں مبتلا کر رہی تھی۔

"جی آنٹی، میں بلکل ٹھیک ہوں بس یہ چھوٹی سی چوٹ ہے۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر لانے کی کوشش کی، مگر وہ مکمل نہ ہو سکی۔ آواز سادہ تھی، مگر اس کے پیچھے کی تھکن اور اندرونی الجھن چھپ نہ سکی۔

اِزعان چند قدم کے فاصلے پر کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ حسبِ معمول سنجیدہ تھا، مگر آنکھوں میں ایک غیر کہی معذرت ابھی بھی باقی تھی۔۔۔ جیسے وہ ہر لفظ کے پیچھے خود کو ذمہ دار محسوس کر رہا ہو۔

"آنٹی، مجھے اب چلنا چاہیے کافی دیر ہو گئی ہے۔" ملیحہ نے دھیمے مگر سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ چہرے پر ہلکی سی شائستہ مسکراہٹ تھی۔ نبیلہ بیگم نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ہلکا سا سر کو خم دیا۔ عمر صاحب نے بھی محبت بھرے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا،

"ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھنا۔"

"آہل! آپ مجھے ڈراپ کر دینگے؟ میری گاڑی وہی رہ گئی ہے۔" وہ آہستگی سے بولی۔

آہل نے ہلکے سے سر ہلایا۔

Clubb of Quality Content

"اوکے آنٹی، انکل میں چلتا ہوں۔۔۔ بائی باسط، بائی اِزعان۔" سب کو الوداع کہتے ہوئے وہ ملیحہ کو ساتھ لے کر دروازے کی سمت بڑھا۔ قصرِ دلاور کے وسیع ہال میں ان کے قدموں کی چاپ مدھم ہوتی گئی۔

گاڑی کے انجن کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ نبیلہ بیگم اور عمر صاحب اِزعان اور باسط کو شب خیر کہتے ہوئے اپنے کمرے کی سمت بڑھ گئے۔ باسط بھی جمائی لیتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ اِزعان وہیں کھڑا رہا۔ ہاتھ پینٹ کی جیب میں تھے مگر انگلیاں بے اختیار مٹھی کی صورت بند ہو گئی تھیں۔ اس کی نگاہ چند لمحوں تک اُس دروازے پر جمی رہی جہاں سے وہ نکلی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آہل کا ملیحہ سے بے تکلف انداز، ہلکی سی فکر، دوستانہ لہجہ، قدموں کی ہم آہنگی۔۔۔ سب کچھ اس کے ذہن میں جیسے کسی سست رفتار منظر کی طرح چلنے لگا۔

ذہن میں اٹھتے خیال کو جھٹک کر وہ کمرے کے سمت بڑھنے لگا کہ کچن سے آتے ملازم کو دیکھ پھر رک گیا۔

"سوری سر میں جوس لیکر آیا تھا پر۔۔۔" ملازم شفیق کہتے کہتے رک گیا جیسے الفاظ تول رہا ہو۔

"پر کیا؟"اِزعان نے بھنویں سکیڑے پوچھا۔

"پر۔۔۔وہ۔۔۔ملیحہ بی بی نے آپ کو تھپڑ مارا تو میں ڈر کے واپس آگیا۔"اس نے جتنی عجلت سے جملہ ختم کیا تھا اتنی ہی عجلت سے وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔

اِزعان کا چہرہ ایک لمحے کو بالکل ساکت ہو گیا۔ بھنویں ہلکی سی اٹھیں، پھر سیدھی ہو گئیں۔ آنکھوں میں ایک چمک سی آئی۔۔۔نہ خالص غصہ، نہ مکمل شرمندگی۔۔۔بس اپنی ہی انا پر لگی ایک ہلکی سی چوٹ کا احساس۔

جبڑے کی لکیر تن گئی۔اس نے آہستہ سے زبان دانتوں پر پھیری، جیسے خود کو قابو میں لا رہا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے دیکھا تھا؟"

"جج۔۔جی پورا دیکھا تھا۔"ملازم شفیق جھجھک کر بولا۔اِزعان پلکیں جھپکائے ارد گرد دیکھنے لگا۔

"سر جوس۔"وہ ٹرے بڑھائے بولا۔اِزعان نے خفگی اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس کی جانب دیکھا۔

"یہ جوس واپس لے جاؤ اور میرے لیے کافی لے کر آؤ۔"ملازم شفیق سر ہلاتا مڑ گیا۔

"ٹھہرو۔۔۔جو بھی تم نے دیکھا اس بارے میں کسی سے ذکر نہ کرنا۔" اس کی آواز میں ہلکی تنبیہ تھی۔ملازم نے گردن ہلائی پھر کچن میں چلا آیا۔

"عجیب لڑکی ہے ایک ملاقات میں ریپوٹیشن ہلا گئی۔" وہ آہستگی سے کہتے ہوئے سیڑھیاں چھڑنے لگا۔ہال میں خاموشی چھاگئی، مدھم روشنی ہال کے ہر کونے پر نرم سائے ڈالنے لگی۔ ہوا کے ہلکے ٹھنڈے جھونکے کمرے میں کھیل رہے تھے،اِزعان کمرے میں جا چکا تھا،اور اب قصر میں صرف سنجیدہ خاموشی اور لمحے کی نرمی باقی تھی۔دل کی دھڑکنیں،ہوا کی سرسراہٹ،اور مدھم روشنی کے یہ کھیل۔۔۔سب کچھ ایک انجانی کشش میں لپٹا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ ملاقاتیں حادثہ نہیں ہوتیں،

وہ زندگی کی ترتیب بدلنے کی ابتدا ہوتی ہیں۔

ΔΔΔΔΔ

گاڑی کے اندر خاموشی چھائی تھی۔ قصرِ دلاور سے نکلنے سے لے کر اب تک وہ خاموش بیٹھی رہی۔ آہل مکمل توجہ کے ساتھ گاڑی چلا رہا تھا۔ اگلے دس منٹ بعد گاڑی سفید گھر کے باہر آ رکی۔ آہل نے گردن موڑ کر ملیحہ کو دیکھا جو سوچوں کے گرداب میں منہ بسورے بیٹھی تھی۔ آہل نے بھنویں سکیڑی۔

"ملیحہ!" اس نے دھیمے سے پکارا۔ ملیحہ اب بھی کھوئی ہوئی تھی۔

"ملیحہ! گھر آچکا ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے ہوش دلایا۔ ملیحہ نے سفید گھر کی جانب دیکھا پھر دروازے کی طرف نگاہیں کی اور پھر وہ آہل کی جانب دیکھنے لگی۔

"کہاں کھوئی ہوئی ہو؟" آہل کی نظریں ملیحہ کے چہرے کا جائزہ لینے لگی۔

"کچھ نہیں، بس جو ہوا آج وہی ذہن میں گھوم رہا ہے۔" اس نے اپنا دوپٹہ درست کرتے نرمی سے جواب دیا۔ آہل نے بھنویں سکیڑ کر ایک نظر گاڑی سے باہر سڑک کو دیکھا۔

"کیا پھر سے کوئی مسئلہ ہوا ہے؟" لہجہ ہمدردانہ تھا۔ ملیحہ نے سیٹ بیلٹ اتارتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تو آہل لمحے بھر میں جانچ لیا جیسے واقع مسئلہ ہوا ہے۔

وہ بھی اپنی سیٹ بیلٹ نکالنے لگا، پھر اس نے ابرو اٹھائے سر اور ہاتھ کے اشارے سے ملیحہ سے سوال کیا جیسے پوچھ رہا ہو۔ 'کہ کیا ہوا ہے؟' اس کے لبوں پر نرم مسکراہٹ تھی۔

ملیحہ کے چہرے پر شرمندگی صاف نمایاں ہوئی پھر اس نے دھیرے سے کہا:

"میں نے آج عمر انکل کے بیٹے کو تھپر مار دیا ہے۔" لہجہ معصومانہ تھا۔اس کی آواز میں ندامت اب بھی برقرار تھی۔آہل کا چہرہ سنجیدہ ہوا اسے ملازم کی بات یاد آئی،(وہ ملیحہ بی بی نے سر کو تھپڑ مارا۔)

"مجھے پتا ہے، ملازم نے بتایا تھا،اس نے سب کچھ دیکھا تھا۔" ملیحہ جواب تک صرف شرمندہ تھی اس کے چہرے پر اب حیرانگی نے بھی جگہ بنالی۔

"تم نے اِزعان پر ہاتھ کیوں اٹھایا تھا؟ "

"مجھے لگا کہ میں اغوا ہو چکی ہوں اس لیے میں نے سوچا کہ میں پہلے ہی ایک زوردار تھپڑ ماروں گی تو۔۔۔

"تو کڈنیپر ڈر جائے گا۔" آہل نے اس کی بات کاٹ کر جملہ خود مکمل کیا۔

"نہیں۔۔ مطلب ہاں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"دیکھو ملیحہ تم ہزار بار صحیح مگر آج تم نے غلط کیا ہے۔" آہل کی بات پر اس کا چہرہ اترنے لگا۔

Clubb of Quality Content

"میں کیا کرتی آہل؟ میں ڈر گئی تھی۔" ملیحہ کی آواز میں بے بسی کی ہلکی کپکپاہٹ تھی، جیسے وہ اپنے ہی عمل کے بوجھ تلے دب گئی ہو۔ آنکھوں میں معصوم سی صفائی اور خود کو درست ثابت کرنے کی خاموش کوشش جھلک رہی تھی۔

"ڈر اپنی جگہ ٹھیک ہے، تمہیں پہلے حالات سمجھنے تھے۔۔۔ ہاتھ اٹھانا آخری قدم ہوتا ہے۔" آہل کا لہجہ نرم مگر حقیقت پسند تھا۔ الفاظ میں ملامت کم اور اصلاح زیادہ تھی، جیسے وہ اسے ڈانٹ نہیں بلکہ سنبھال رہا ہو۔

"اب کیا کروں؟" ملیحہ نے معصوم انداز میں پوچھا۔

"کیا تم نے اس وقت معافی مانگی تھی؟" آہل نے ابرو ذرا سا اٹھائے، نگاہوں میں سنجیدہ سوال تھا۔ ملیحہ نے نفی میں گردن ہلائی۔ اس کی خاموش نفی میں شرمندگی کی دبیز تہہ تھی، جیسے لفظ اس کا ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔

"تو اب مانگ لینا، دنیا ابھی باقی ہے۔" آہل کے لبوں پر ہلکی سی شفقت آمیز مسکراہٹ ابھری۔ انداز میں حوصلہ تھا، جیسے وہ اسے یہ یقین دلانا چاہتا ہو کہ ہر خطا کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔

"لیکن کیسے آہل؟"اس کی آنکھوں میں الجھن تیرنے لگی، جیسے معافی مانگنے کا خیال بھی اس کے لیے ایک نیا امتحان ہو۔

"اپنی غلطی کو تسلیم کیا ہے تو معافی مانگنے کا بھی ظرف رکھو۔۔۔ سمجھدار ہو تم۔"آہل نے نرمی سے کہا۔لہجے میں اعتماد تھا، جیسے وہ اسے اس کی اپنی ہی مضبوطی یاد دلا رہا ہو۔

آہل کی بات پر ملیحہ کچھ لمحے سوچنے لگی۔وقت گزرتا گیا وہ بغیر کچھ بولے آہل کی جانب نظریں کیے سر کو خم دیتی گاڑی سے اتر گئی۔جواباً آہل بھی مسکرایا۔ملیحہ سفید گھر کے دروازے کا لاک کھول کر اندر جانے لگی تھی کہ اچانک مڑ کر اس نے آہل کو دیکھا۔

"کیا ہوا؟"آہل نے گردن جھکا کر کھڑکی کے پار دیکھا۔

"کچھ نہیں آپ کو شکریہ کہنا تھا۔"اس نے کچھ اونچی آواز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہو۔"وہ مسکرائی۔

"Thank you. ”

ملیحہ کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"My pleasure. “

Clubb of Quality Content

آہل نے گہری مسکراہٹ لیے جواب دیا۔وہ گھر کے اندر چلی آئی، آہل نے بھی اپنے گھر کی سمت گاڑی روانہ کی۔

ΔΔΔΔΔ

کمرہ خاموشی کی دبیز تہہ میں ڈوبا ہوا تھا۔پلنگ کی ایک جانب تاج سے کمر ٹکائے پیروں کو پھیلائے وہ لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔اس کے دائیں جانب کافی کا مگ رکھا تھا جو آدھا خالی ہو چکا تھا۔مزید دس منٹ کام کرنے کے بعد اس نے لیپ ٹاپ بند کیا، پھر ایک تھکی ہوئی سانس لی اور سائڈ ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔کافی کا مگ اٹھایا اور گھونٹ لیتے ہوئے پلنگ کی دوسری جانب آیا جہاں اس کا فون چارج پر لگا ہوا تھا۔
اس نے کافی کا آخری گھونٹ لیا مگ ٹیبل پر رکھ کر فون اٹھایا۔فون میں نوٹیفکیشنز دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوا تھا۔وردہ ملک کے نام سے اسے کئی مسیج موصول ہوئے تھے۔وہ یونہی فون لیے چلنے لگا کہ اس کے پیروں میں ایک چبھن محسوس ہوئی۔

اس نے فون سے نظریں ہٹا کر ایک قدم پیچھے لیے زمین کی جانب دیکھا۔ نیم روشن کمرے میں زمین پر ہلکی سی سنہری چمک نے اس کے قدم روک لیے۔ بھنویں سکیڑے، فون بند کرتے اس نے جھک کر وہ شے اٹھائی، اور اسے ہاتھوں میں لیے وہ اس کا جائزہ لینے لگا۔ وہ سنہری، نہایت نفیس پایل تھی جس کے نقش و نگار دلکش تھے۔ اس کی نظریں خود بخود اٹھ گئی، اسے پہچاننے میں ایک لمحہ لگا۔ ذہن میں وہی چہرہ ابھرا۔۔۔ معصوم آنکھیں، گھبراہٹ سے لرزتی پلکیں، اور وہ بے ساختہ تھپڑ۔ منظر اس کے نظروں کے سامنے آ کر گزرا، لبوں پر ہلکی سی نرم مسکراہٹ آئی، جیسے وہ اس واقعے کو غصے سے نہیں بلکہ ایک ملائمت کے ساتھ دیکھ رہا ہو۔

سنہری پایل اس کی ہتھیلی میں خاموش پڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے مٹھی بند کی، پلکیں اٹھائیں اور بالکونی کی طرف چلا آیا۔ فون میں موجود وردہ کے میسجز اور کالز اب اس کے ذہن سے محو ہو چکے تھے۔ فضا میں ٹھنڈی ہوا بہہ رہی تھی۔ خنکی نے اسے چونکایا تو اس نے دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیبوں میں ڈال لیے۔ کچھ دیر وہ وہیں کھڑا دور اندھیرے میں پھیلی روشنیوں کو دیکھتا رہا۔ پھر تھکن نے آہستہ آہستہ اس پر غلبہ پانا شروع کیا۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور واپس کمرے کی طرف قدم موڑ دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بستر پر لیٹ گیا، ایک بازو آنکھوں پر رکھ لیا۔ پردوں کے پار سرد رات اپنی خاموشی سمیت پھیلی ہوئی تھی۔ ہوا کی ہلکی سرسراہٹ تھی اور اندر ایک عجیب سی خاموشی۔ دیوار پر گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ وہ آنکھیں بند کرنے لگا اور کچھ لمحوں میں وہ نیند کے وادیوں میں جانے لگا۔

ΔΔΔΔΔ

سفید گھر کی بالکونی سے اندر جھانکیں تو نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ بستر کے پاس کھڑی کمبل جھاڑ رہی تھی جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو۔ کمبل کو بستر پر چھوڑ کر اس نے دروازے کی جانب رخ کیا۔ وہ کمرے سے باہر نکل آئی۔ بغیر آہٹ کے وہ لاؤنج سے ہو کر صحن کے حصے میں آئی۔ صحن کی مدھم روشنی میں وہ زمین پر نظریں دوڑانے لگی۔ چہرہ مایوس اور بھنویں ملی ہوئی تھیں۔ پورے صحن کا چکر لگا کر وہ مایوسی سے صحن میں بچھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"یااللہ! میری پایل کہاں جا سکتی ہے؟ میرے مالک، پلیز میری پایل ڈھونڈنے میں مدد کردیں۔" وہ آسمان کی جانب دیکھ کر دھیمی آواز میں بولی۔

ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک اچھنبا سا خیال ابھرا۔ وہ لمحے میں ماضی میں ہونے والے اس حادثے کو یاد کرنے لگی۔

)قصرِ دلاور سے نکل کر وہ اعظم ہاؤس کی سمت رواں تھی۔ رات پونے دس بج رہے تھے۔ سردی اپنی پوری سنجیدگی کے ساتھ فضا پر چھائی ہوئی تھی۔ سفید گاڑی سڑک پر ہلکی رفتار سے سرک رہی تھی۔ شیشوں پر جمی دھند کو وائپر وقفے وقفے سے صاف کر رہے تھے۔ اس نے سیاہ شال کو ذرا اور سمیٹ لیا، جیسے خنکی صرف موسم کی نہیں، رات کی تنہائی کی بھی ہو۔ اچانک گاڑی نے جھٹکا کھایا اور سڑک کے کنارے خاموش ہو کر رک گئی۔ وہ چونکی۔ دوبارہ اگنیشن میں چابی گھمائی، پھر ایک بار اور۔۔۔ مگر انجن نے جواب دے دیا۔ مایوسی اور جھنجھلاہٹ کے ملے جلے جذبے سے اس نے ہلکا سا ہاتھ اسٹیئرنگ پر دے مارا۔ "یہ بھی نہ۔۔۔" اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔ یہ گاڑی اکثر عین نامناسب وقت پر ساتھ چھوڑ دیتی تھی۔

اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی دکان کی مدھم روشنی سڑک کے ایک حصے کو روشن کیے ہوئے تھی۔ وہ گاڑی لاک کر کے تیز قدموں سے اس سمت بڑھ گئی۔ اندر ایک ادھیڑ عمر شخص موجود تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"انکل!" اس کی آواز میں نرمی تھی مگر بے چینی بھی۔

"کیا ہوا بیٹی؟" وہ شخص ابرو سکیڑے باہر آیا۔

"انکل! یہاں کہیں پاس میں کوئی مکینک کی دکان ہے، میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔" اس کے سوال پر آدمی نے سڑک پر کھڑی گاڑی کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔

"نہیں! یہاں تو پاس میں کوئی مکینک کی دکان نہیں۔ "

مایوسی اس کے چہرے پر مزید واضح ہوئی۔ وہ پلٹنے لگی تو اس شخص نے آواز دی۔

"رکو بیٹا۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔"

"میرا بیٹا اوپر منزل پر سامان رکھنے گیا ہے، میں بلاتا ہوں، شاید تمہاری کوئی مدد ہو جائے۔"

اس نے تشکر میں سر جھکا دیا۔

"تب تک ارتج کو فون کر کے انفارم کر دیتی ہوں کہ وقت لگے گا۔" وہ خود سے کہتی ہوئی قدم گاڑی کی طرف لے گئی۔

سڑک پر سرد ہوا کی تیز لہر اٹھی۔ وہ ابھی اپنی گاڑی سے چند قدم کے فاصلے پر تھی کہ سامنے سے اچانک ابھرتی تیز روشنی نے اسے ساکت کر دیا۔ آنکھیں بے اختیار میچ لیں۔ اگلے ہی لمحے ایک تیز بریک کی چرچراہٹ۔۔۔ اور پھر زوردار ٹکر۔

وہ دو قدم دور جا گری۔ سرخ دوپٹہ اڑ کر اس کے چہرے پر پھیل گیا۔ زمین سے ٹکراتے ہی سر میں ایک مدھم سی سنسناہٹ دوڑی۔ سرخ دوپٹے کے سائے میں سڑک روشنیاں گھومتی محسوس ہوئیں، جیسے آسمان اور زمین اپنی جگہ بدل رہے ہوں۔

اس نے پلکیں کھولنے کی کوشش کی، مگر منظر دھندلا چکا تھا۔ آوازیں دور ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔ قدموں کی آہٹ، کسی کی گھبرائی ہوئی پکار۔۔۔ سب جیسے پانی کے اندر سے آ رہی ہوں۔ ہونٹ ہلے، مگر آواز پیدا نہ ہو سکی۔

سرد رات اس کے گرد پھیلتی گئی۔ روشنی مدھم پڑی۔۔۔ سانسوں کی لے بکھرنے لگی۔۔۔

اور اندھیرا آہستہ آہستہ اس کی پلکوں پر اتر آیا۔)

حال:

وہ صحن میں بیٹھی اُس منظر کو یاد کر رہی تھی۔ شاید واقعی پایل رات کہیں گر گئی تھی اور اب واپس ملنا ممکن نہیں تھا کیونکہ ہر کھوئی ہوئی چیز واپس نہیں آتی، یہ سوچ کر اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری، اور آہستہ سے اٹھنے لگی، پھر خاموش قدموں سے کمرے کی طرف لوٹ آئی۔

کمرے میں آکر اس نے بستر سیدھا کیا اور لائٹ مدھم کر دی۔ تلاش ختم ہو چکی تھی۔ وہ بستر پر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے ایک ہلکی سی تھکن اس کے وجود میں پھیل گئی۔

رات اپنی خاموشی سمیت قائم تھی۔۔۔ اور وہ آہستہ آہستہ نیند کے حوالے ہو گئی۔

اسی لمحے گھر کے دوسرے کمرے کی نیم تاریکی میں موبائل کی اسکرین نے اچانک سانس لی۔

مدھم روشنی نے دیوار پر ایک ہلکا سا سایہ اُبھارا اور پھر ٹھہر گئی۔ خاموشی کے بیچ وہ ننھی سی چمک غیر معمولی محسوس ہوئی۔

اسکرین پر نمودار ہوتے حروف صاف اور نمایاں تھے۔۔۔ تھانہ گلزار

لفظ ساکت تھے، مگر اپنے اندر ایک وزنی اطلاع سمیٹے ہوئے۔

کمرے میں کوئی آواز نہ تھی، صرف اس اسکرین کی روشنی تھی جو اندھیرے سے مکالمہ کر رہی تھی۔۔۔

نادل کلب
Clubb of Quality Content

اور وقت جیسے ایک لمحے کے لیے ٹھہر سا گیا تھا۔

ΔΔΔΔΔ

جنوری کی دوپہر اپنے اندر ایک سنجیدہ سی خنکی لیے شہر پر جھکی ہوئی تھی۔ وقت ٹھیک بارہ بجے کا تھا۔ سورج آسمان پر موجود تھا مگر اس کی روشنی میں وہ حرارت نہ تھی جو سردی کی گرفت کو ڈھیلا کر سکے۔ پولیس اسٹیشن کی عمارت کے باہر نیم کے درخت ساکت کھڑے تھے، جیسے ہوا بھی احتیاط سے گزر رہی ہو۔ صحن میں دھوپ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے، مگر ان میں بیٹھنے والے سپاہیوں کے ہاتھ اب بھی جیبوں میں تھے۔ پولیس اسٹیشن کے اندر معمول کی چہل پہل جاری تھی، مگر ایک کمرہ باقی سب سے الگ، زیادہ سنجیدہ اور خاموش محسوس ہو رہا تھا۔

اندر، دیواروں پر لگی مدھم سبز رنگت اور فائلوں کی مخصوص بو ماحول کو مزید سنجیدہ بنا رہی تھی۔ کمرے کے ایک کونے میں رکھا ہیٹر ہلکی سی آواز کے ساتھ چل رہا تھا۔ میز کے پیچھے

بیٹھے کامران ریاض اپنی کرسی پر قدرے جھکے ہوئے تھے۔ سامنے میز پر پھیلی فائل کے سرورق پر واضح حروف میں لکھا تھا: رُشنا کیس۔

وہ یہ فائل پہلے بھی کئی بار دیکھ چکے تھے۔۔۔ مگر آج نہ جانے کیوں انہیں محسوس ہوا کہ کوئی باریک سی تفصیل اب تک نظر سے اوجھل ہے۔ وہ ایک ایک صفحہ غور سے دیکھ رہے تھے۔ پیشانی پر ہلکی سی شکن۔ کمرے میں صرف دیوار پر لگی گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی، جیسے ہر گزرتا لمحہ انہیں کسی نتیجے تک پہنچنے کا تقاضا کر رہا ہو۔ اسی لمحے ایک تصویر ان کی نظر کے سامنے آ کر رک گئی۔ انہوں نے انگلیوں سے تصویر کو تھاما اور قریب کر کے دیکھا۔ وہ ایک انگوٹھی کی تصویر تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سادہ مگر غیر معمولی۔

اس کے درمیان میں دو درمیانی جسامت کے قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے۔ روشنی تصویر میں ان پتھروں پر ٹھہری ہوئی تھی، اور ان کی چمک عام زیور جیسی نہیں۔۔۔ نفیس، مہنگی اور خاص۔

آفیسر کی نگاہیں گہری ہوئی۔ تصویر کے ساتھ ایک الگ نوٹ پن کیا گیا تھا جس پر لکھا تھا" جائے وقوعہ کے قریب سے حاصل کی گئی ملکیت ہنوز نامعلوم ہے۔"

وہ کرسی کی پشت سے ذرا سا سیدھے ہو کر بیٹھے۔ تصویر میز پر رکھی، پھر دوبارہ اٹھالی۔

جنوری کی دوپہر باہر ویسے ہی سنجیدہ تھی۔ کمرے میں خاموشی بدستور قائم رہی، مگر اب اس خاموشی میں سوالوں کی ہلکی سی ارتعاش شامل ہو چکی تھی۔

آفیسر نے توقف کے بغیر میز پر رکھا موبائل اٹھایا۔

انگوٹھی کی تصویر کو ایک بار پھر نگاہ بھر کر دیکھا، پھر اپنے فون کے کیمرے سے اس کی واضح تصویر لے لی۔ انگلیوں کی جنبش میں اب فیصلہ شامل تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ تصویر ایک مخصوص نمبر پر بھیج دی گئی۔ چند سیکنڈ کی خاموشی کے بعد انہوں نے وہی نمبر ڈائل کر دیا۔

ایک بیل۔۔۔ اور فوراً کال موصول ہو گئی۔

"ہیلو مس شاہ!" آواز متوازن تھی، مگر لہجے میں غیر محسوس سی سختی شامل تھی۔

"جی سر کہیے۔" دوسری طرف وہ اپنے اسٹوڈیو کے کیبن میں بیٹھی تھی۔ اطراف میں خاموشی اور سامنے میز پر پھیلے خاکے۔ اس کی آواز سادہ اور نرم تھی، جیسے وہ ابھی تک گفتگو کی سنگینی سے بے خبر ہو۔

کامران ریاض نے کرسی کی پشت سے ذرا سا سیدھا ہو کر تصویر دوبارہ اسکرین پر کھولی۔

"مس شاہ میں نے آپ کو ابھی ایک تصویر بھیجی ہے۔۔۔ ایک مختصر وقفہ۔

Clubb of Quality Content

"کیا آپ دیکھ کر بتا سکتی ہے کہ یہ انگوٹھی کس کی ہے، یا کیا ممکن ہے کہ یہ آپ کی بہن رُشنا کی انگوٹھی ہو؟" سوال بظاہر سادہ تھا، مگر اس کے پیچھے ایک گہرا امتحان پوشیدہ تھا۔

"اوکے، میں بتاتی ہوں۔" مہناز نے فون کان سے ہٹایا اور تصویر کا جائزہ لینے لگی۔

"نہیں آفیسر، یہ انگوٹھی میں نے کہیں بھی نہیں دیکھی۔" اس نے قدرے عجلت میں جواب دیا۔ اس کی اس عجلت میں دیے گئے جواب نے کامران ریاض کے ذہن میں ایک ہلکی سی لکیر کھینچ دی۔۔۔ جیسے کوئی بات اپنی جگہ سے ہلکی سی سرکی ہو۔ آفیسر ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ دوسری جانب سے آواز پھر سنائی دی۔

"آفیسر! میں اس وقت اپنے اسٹوڈیو میں بزی ہوں، میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔ خدا حافظ۔" اگلے لمحے وہ فون رکھ چکی تھی، کامران ریاض نے چند ثانیے فون کو دیکھا، پھر نگاہیں آہستہ سے اس تصویر پر جا ٹھہریں۔

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ قدم کھڑکی کی جانب بڑھے تو یوں محسوس ہوا جیسے ہر قدم کسی انجانے بوجھ تلے دبا ہو۔ چہرے پر سنجیدگی اور شک کی لکیریں ابھر آئیں، جیسے کسی بکھرے

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ہوئے خیال کو ایک ترتیب دینے کی کوشش کر رہے ہوں۔اسی لمحے حوالدار نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"سر! یہ امجد کے کیس کی فائل۔"حوالدار نے فائل بڑھائی۔

آفیسر نے فائل تھام لی۔حوالدار واپس مڑ گیا۔آفیسر کامران ریاض کی نظریں فائل پر جم گئی۔کمرے میں خاموشی تھی مگر ماحول وہی سنجیدہ۔

ΔΔΔΔΔ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

گزشتہ رات:

کچھ دیر بعد دکان سے دو شخص باہر آئے۔

"کون تھی ابا؟ یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔"اس نوجوان کا والد چونکتا ہوا باہر نکلا۔اس نے دائیں بائیں جانب نظریں دوڑائی۔

"مرسلین! وہ لڑکی یہیں تھی۔ وہ دیکھو گاڑی بھی یہی ہے۔" اس کے والد ناصر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ مرسلین سفید گاڑی کے قریب جا پہنچا، گاڑی میں کسی کو نہ پا کر وہ واپس مڑ گیا۔

"ابا! شاید وہ چلی گئی ہے۔۔۔ وہ گاڑی بھی لاک ہے اور اس میں کوئی نہیں ہے۔۔۔ چلیے ہم چلتے ہیں۔" مرسلین نے اپنے والد کو دیکھتے ہوئے کہا تو ناصر نے سر جھٹک دیا۔

دونوں دکان بند کرتے اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھ گئے اگلے ہی لمحے ان کی بائیک اس سنسان سڑک کو چھوڑ آگے بڑھنے لگی۔ تبھی ناصر کی نظر سڑک پر پڑے ایک سیاہ شال پر گئی، اس نے فوراً مرسلین سے گاڑی رکوائی۔

"یہ شال اسی لڑکی کی ہے مرسلین۔" وہ زمین کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ مرسلین کی نظر اب شال پر تھی وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"ابا! کہیں اس کے ساتھ کچھ ہوا تو نہیں ہے۔۔۔ ہمیں دیر ہو گئی اور۔۔۔" اس کے الفاظ منہ ہی ٹھہر گئے۔ ناصر نے پریشانی کے عالم میں ارد گرد نظریں دوڑائی۔ وہاں کچھ نہیں تھا۔

"ہمیں پولیس کو بتانا چاہیے۔" ناصر نے کہا۔

"ابا کیوں پولیس کے چکر میں پڑ رہے ہو۔۔۔ کہیں ایسا نا ہو کہ گھوم پھر کر معاملہ ہمارے گلے پڑ جائے۔۔۔ ویسے بھی وہ لڑکی آخری بار ہماری ہی دکان سے ہو کر گئی ہے۔" مرسلین کی بات پر ناصر سوچنے لگے۔

"پر بیٹا لڑکی کا معاملہ ہے نا جانے کس کی بچی ہے کہاں ہو گی؟ کس حال میں ہو گی؟" ناصر کے لہجے میں فکر صاف واضح ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پولیس کچھ ثبوت مانگے گی تو کیا کریں گے؟" اس نے نرمی سے سوال کیا۔

"ہماری دکان کے باہر جو کیمرہ لگا ہے اس سے دکھا دیں گے کیا ہوا تھا۔" وہ سوچ کر بولے۔

کچھ لمحے بعد مرسلین گاڑی سے اتر کر کال کرنے لگا۔ ناصر نے زمین پر پڑی سیاہ شال کو دیکھتے ہی رہے اور وقت آگے بڑھنے لگا۔

حال:

وہ اس وقت تھانہ گلزار میں تھی۔ اس کے عین سامنے آفیسر کامران بیٹھے تھے۔ آفیسر نے کل رات فون کال پر ہوئی پر بات دہرائی اور مقابل کو سب بتایا۔

Clubb of Quality Content

"کیا کل رات آپ اُس دکان پر گئی تھی؟" آفیسر کامران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ ملیحہ نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"جی! میری گاڑی خراب ہو گئی تھی، میں مدد مانگنے گئی تھی۔" وہ مختصر بات کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"تو پھر بنا مدد لئے آپ کہاں غائب ہوئی تھی۔۔۔اور یہ سر پر چوٹ کیسے لگی؟ کیا کوئی حادثہ ہوا ہے؟" آفیسر نے اب پہلی بار سیدھا ہو کر سوال کیا اور نظریں اب پوری توجہ کے ساتھ ملیحہ پر مرکوز کر دی۔

"سر! کل میں اپنی جاب سے فارغ ہو کر۔۔۔" ملیحہ نرمی سے جواب دے رہی تھی آفیسر اس کی بات تحمل سے سن رہے تھے۔

"میں نے سوچا جب تک وہ آئے گے تب تک میں گھر پر انفارم کر دیتی ہوں تاکہ گھر والے پریشان نہ ہو اسی وقت سامنے سے ایک گاڑی تیزی میں آئی اور میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔" وہ آہستہ آہستہ بولتی گئی، جیسے ہر جملہ یادداشت کے کسی دھندلے حصے سے نکال رہی ہو۔ ایک لمحے کو اس نے اپنی کنپٹی کو ہلکا سا چھوا۔۔۔چوٹ کی ہلکی تکلیف جیسے اب بھی باقی ہو۔

"اس کے بعد کیا ہوا کچھ یاد نہیں لیکن جب میں ہوش میں آئی تو میں ایک شریف اور عزت دار گھر میں موجود تھی۔۔۔ جن سے میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہی مجھے اپنے گھر لے گئے تھے انہوں نے ہی میری مدد کی۔" اس نے سر ہلکا سا اٹھایا، نظریں ایک لمحے کو آفیسر سے ملیں۔۔۔ جیسے وہ چاہتی ہو کہ اس کی بات پر یقین کیا جائے۔

"کیا کوئی ایسی بات ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہیں ہے؟" آفیسر نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا، آواز دھیمی مگر وزن دار تھی۔

" جی نہیں میں نے سب سچ کہا ہے۔۔۔ اور جن سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا میں انہیں جانتی بھی ہوں تو سب معاملہ ختم ہو چکا ہے۔" ملیحہ نے فوراً جواب دیا، مگر آخری جملے پر اس کی آواز میں ہلکی سی جلدی آگئی۔۔۔ جیسے وہ بات کو وہیں ختم کرنا چاہتی ہو۔ نظریں ایک پل کو ہٹ گئیں۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ پھر آپ یہاں دستخط کر دیں۔" آفیسر نے چند لمحے اسے دیکھا، پھر فائل اس کی طرف بڑھا دی۔ لہجہ بظاہر نارمل تھا۔

"آپ اب جاسکتی ہیں، یہ آپ کی گاڑی کی چابی۔۔۔حوالدار آپ کو لیکر جارہا ہے آپ اپنی گاڑی لے جائیں۔"اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا، جیسے بظاہر کیس بند کر رہا ہو۔

ملیحہ بغیر کچھ بولے ہلکی مسکان کے ساتھ کھڑی ہوگئی وہ باہر جانے لگی تھی کہ اس کی سماعت میں حوالدار کی آواز گونجی۔

"سر یہ مُحب مظہر کی تصویر ہے اور یہ ان کے گھر کا پتہ۔"حوالدار کی آواز میں ہلکی سی احتیاط اور جلدی تھی،اس کی آواز پر آفیسر کی نظریں فوراً مڑیں۔اس نے تصویر لیتے ہوئے ایک لمحے کو توقف کیا۔۔۔جیسے کوئی نیا سرا اس کے سامنے آیا ہو۔آفیسر کی انگلیاں تصویر پر رک گئیں۔اسی لمحے حوالدار کے الفاظ کمرے میں کہیں معلق ہو کر رہ گئے۔ملیحہ کے قدم جو دروازے کی طرف بڑھے تھے،اچانک وہیں رک گئے۔

"محب۔۔۔"نام اس کے لبوں سے بے اختیار پھسلا۔۔۔اتنا مدھم کہ شاید وہ خود بھی سن نہ پاتی۔آفیسر نے تصویر تھام کر ایک نظر ملیحہ کی پشت کو دیکھا۔

اس کی نظریں فوراً ملیحہ پر جم گئیں۔

چند لمحوں کی خاموشی۔۔۔پھر اس نے کرسی سے ذرا سا سیدھا ہو کر کہا۔

"سب ٹھیک ہے محترمہ؟"آفیسر کی آواز بظاہر نرم تھی، مگر اس کے نیچے ایک ہلکا سا دباؤ چھپا ہوا تھا۔آفیسر کے سوال پر وہ پلٹی۔اس کی پیشانی پر بل صاف واضح ہوئے۔وہ دھیرے قدموں کے ساتھ واپس مڑی اور میز کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ جیسے خود کو سنبھال رہی ہو۔

"کیا آپ نے ابھی مُحب کا نام لیا؟"اس کی آواز ہلکی تھی۔

"جی!"مختصر،سیدھا جواب۔

"کیا میں دیکھ سکتی ہوں تصویر؟"اس کے سوال پر آفیسر نے ابرو اٹھائے،پھر بغیر کچھ کہے تصویر آگے بڑھادی۔

ملیحہ نے آہستگی سے ہاتھ بڑھایا۔ جیسے ہی اس کی انگلیاں تصویر کو چھوئیں،وہ لمحے بھر کو ٹھہر گئیں۔آنکھیں اس چہرے پر جم گئی۔۔۔وقت جیسے ٹھہر گیا ہو۔اس کے چہرے پر کوئی واضح ردِ عمل نہیں آیا، مگر انگلیوں کی ہلکی سی لرزش اس کے اندر کے طوفان کو ظاہر کر گئی۔آفیسر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔نہ جلدی میں،نہ جذباتی انداز میں۔۔۔بلکہ ایک ایسے انداز میں جیسے وہ ہر معمولی تبدیلی کو پڑھ رہا ہو اور وہ پڑھ چکا تھا۔

"کیا آپ اسے جانتی ہیں؟"آفیسر نے ملیحہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔اس بار سوال سیدھا تھا۔ آواز میں نرمی تھی، مگر سنجیدگی نمایاں۔

"جج۔۔جی!"ملیحہ کی آواز پہلی بار ہلکی سی لڑکھڑائی۔

"کیسے؟"آفیسر سیدھا ہو گیا۔اس کے لہجے میں اب مکمل توجہ تھی۔ملیحہ نے ایک لمحے کو نگاہیں نیچی کیں، پھر آہستہ سے بولی۔

"یہ۔۔۔یہ میرا بھائی ہے۔"اس نے کہتے ہوئے نظریں دوبارہ اٹھائیں۔اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی۔کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔آفیسر اور حوالدار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر دوبارہ ملیحہ کو۔آفیسر نے رجسٹر کھولا، چند ناموں کے درمیان اس کی نظر ٹھہری۔

"ملیحہ مظہر۔۔۔"اس نے آہستہ سے نام دہرایا، پھر فائل بند کر دی۔اس نے ملیحہ کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کیا میں جان سکتی ہوں یہ تصویر آپ کے پاس کیوں ہے؟کوئی بات ہے جو مجھے جاننی ضروری ہے؟"ملیحہ کی آواز اب پہلے سے زیادہ مضبوط تھی، مگر آنکھوں کے اندر چھپا اضطراب ابھی باقی تھا۔

"محترمہ آپ کے بھائی کا نام ایک لڑکی کے قتل کے کیس کی تفتیش میں سامنے آیا ہے۔"

الفاظ سیدھے تھے۔خاموش، مگر بھاری۔

ایک لمحے کے لیے ملیحہ ساکت رہ گئی۔اس کی انگلیاں جو ابھی تک تصویر کے کنارے پر تھیں، آہستہ سے ڈھیلی ہو گئیں۔آنکھوں کی پلکیں جھپکیں۔۔۔ مگر اس بار جیسے وقت تھوڑا دیر سے حرکت میں آیا ہو۔

"کیا۔۔۔؟"

یہ لفظ بمشکل اس کے لبوں سے نکلا۔اس نے فوراً سر ہلایا، جیسے خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہو۔

"نہیں۔۔۔یہ۔۔۔یہ ممکن نہیں ہے۔"

اس کی آواز پہلے سے ہلکی تھی، مگر اب اس میں واضح جھٹکا تھا۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹی، جیسے زمین اچانک غیر مستحکم ہو گئی ہو۔آفیسر نے فوراً اس کے چہرے کو پڑھا۔

"کیوں ممکن نہیں؟ تفتیش میں سامنے آیا ہے کہ مُحب اس لڑکی کا دوست تھا۔۔۔تو کیا معلوم آپ کے بھائی نے اس لڑکی کا ایکسیڈنٹ کیا ہو؟"آفیسر نے یہ جملہ آہستہ مگر واضح انداز میں ادا کیا۔پھر نظریں سیدھی ملیحہ کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

"نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔وہ بہت معصوم تھا وہ کسی کا برا کرنا تو دور سوچ بھی نہیں سکتا۔

"ملیحہ نے فوراً سر نفی میں ہلایا۔۔۔ردِ عمل اتنا جلدی تھا جیسے یہ بات سننا بھی اس کے لیے

ناقابل برداشت ہو۔اس کی آواز میں پہلی بار واضح جذبات ابھر آئے تھے۔"معصوم" کہتے ہوئے اس کی پلکیں ہلکی سی جھک گئیں، جیسے کوئی یاد اچانک دل پر دستک دے گئی ہو۔اس کی انگلیاں بے اختیار آپس میں جکڑ گئیں،اور سانس ذرا بھاری ہو گئی۔آخری جملے تک پہنچتے پہنچتے اس کے لہجے میں ایک مضبوط یقین آ گیا۔۔۔ایسا یقین جو دلیل نہیں مانگتا،بس مان لیا جاتا ہے۔

"آپ یہ یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتی ہیں؟"آفیسر نے ابرو ہلکے سے اٹھائے بغیر عجلت کے سوال کیا۔چہرہ اور آواز سنجیدہ تھی۔وہ اب ملیحہ پر نظریں مرکوز کئے ہوئے تھا۔۔۔جیسے وہ اس کے جواب سے زیادہ اس کے یقین کی بنیاد جاننا چاہتا ہو۔

"کیونکہ وہ میرا بھائی تھا۔"یہ کہتے ہوئے ملیحہ نے نظریں سیدھی آفیسر کی آنکھوں میں ڈال دیں۔اس کے لہجے میں ایک ٹھہراؤ تھا۔آواز میں نہ جھجک تھی،نہ لرزش۔۔۔صرف پختہ یقین۔"بھائی" کہتے ہوئے اس کے لہجے میں ہلکی سی نرمی اور آنکھوں میں نمی اتر آئی، جیسے لفظ کے ساتھ کوئی جذباتی رشتہ جڑ گیا ہو۔آفیسر نے آنکھوں کی نمی محسوس کی تو پاس رکھا ٹشو باکس آگے بڑھایا۔ملیحہ نے پلکیں جھپکاتے ٹشو سے نمی صاف کی۔

"حوالدار وہ کیس کی فائل لے آؤ۔" آفیسر کے حکم پر حوالدار فوراً مڑ کر باہر چلا گیا۔ کمرے میں ایک مختصر مگر بھاری خاموشی پھیل گئی۔۔۔ایسی خاموشی جس میں سوال تو موجود تھے، مگر جواب ابھی دور کھڑے تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ دوبارہ کھلا۔ حوالدار فائل ہاتھ میں لیے اندر آیا۔اس کے قدم محتاط تھے، جیسے وہ بھی ماحول کی سنجیدگی کو محسوس کر رہا ہو۔اس نے خاموشی سے فائل آفیسر کے سامنے رکھ دی۔ آفیسر نے بغیر جلدی کیے فائل کھولی۔ چند صفحات پلٹے۔۔۔ ہر حرکت ناپی تلی، جیسے وہ کسی خاص چیز کی تلاش میں ہو۔ پھر ایک تصویر نکال کر اس نے آہستگی سے میز پر رکھ دی اور اسے ملیحہ کی جانب سرکا دیا۔

"کیا آپ اس لڑکی کو پہچانتی ہیں؟" اس کا لہجہ پرسکون تھا، نظریں ملیحہ کے چہرے پر جمی رہیں۔۔۔ اس بار سوال تصویر کے بارے میں کم، اور اس کے ردِ عمل کے بارے میں زیادہ تھا۔ ملیحہ کی نظر تصویر پر پڑی۔ وہ رُشنا کی تصویر تھی۔اس کی پلکیں ایک لمحے کو ٹھہر گئیں۔۔۔ جیسے ذہن نے فوراً پہچان لیا ہو۔

"جی ہاں میں جانتی ہوں اسے۔" وہ کچھ لمحے بعد بولی۔ ملیحہ نے نظریں تصویر سے ہٹائے بغیر جواب دیا۔ آواز دبی ہوئی مگر قابو میں تھی، جبکہ انگلیوں کی ہلکی سی گرفت اس کے اندر چھپے تناؤ کو ظاہر کر رہی تھی۔

"آپ اس لڑکی کو جانتی ہیں؟" آفیسر نے دوبارہ سوال کیا، جیسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔

"جی میں اس لڑکی کو جانتی ہوں، یہ رُشنا ہے۔۔۔رُشنا علی شاہ۔" ملیحہ نے تصویر سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔ "رُشنا" کہتے ہوئے اس کی آواز میں ہلکی سی سنجیدگی آگئی۔

"کیسے جانتی ہیں؟" آفیسر فوراً آگے کو جھکا۔ آواز مختصر، سیدھی، اور دباؤ لیے ہوئے۔۔۔ کوئی وقفہ نہیں، جیسے وہ اسے سوچنے کا موقع بھی نہ دینا چاہتا ہو۔

"یہ میرے رشتہ دار میں سے ہیں اور مُحب کی ایک بہت اچھی دوست بھی۔" ملیحہ نے نظریں اٹھائے، لہجہ متوازن رکھتے ہوئے آفیسر کو دیکھ کر جواب دیا۔

"کیا آپ کی کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہیں؟" آفیسر کی آواز نرم اور انداز تفتیشی تھا۔

"جی ہاں ایک دو بار۔" مختصر جواب۔ ملیحہ نے سر ہلکا سا ہلایا۔

"کہاں اور کب بتا سکتی ہیں؟" آفیسر نے اپنا اگلا سوال پوچھا۔

"پہلی مرتبہ میں رُشنا سے ایک رشتہ دار کی شادی پر ملی تھی تب صرف ایک فارمل ہائے ہیلو تھا۔۔۔اور پھر مُحب کے ذریعے ملاقات ہوئی تھی، وہ دونوں ایک کمپنی میں کام کرتے تھے ایک ہی ڈپارٹمنٹ میں۔"ملیحہ نے بات آہستگی سے شروع کی، جیسے یادوں کو ترتیب دے رہی ہو، اور بات مکمل کرتے ہوئے اس کے لہجے میں ایک ٹھہراؤ آگیا تھا۔

"رُشنا سے مل کر کبھی آپ کو غیر معمولی محسوس ہوا تھا؟"آفیسر نے ابرو سکیڑے دھیمے لہجے میں پوچھا۔ نظریں ہنوز ملیحہ پر مرکوز تھیں۔

"ویسے تو کبھی نہیں لیکن ایک بار وہ بہت پریشان تھی اور وہ ہماری آخری ملاقات تھی پھر اس کے بعد اس کی فوتگی کی خبر سنی۔"اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"وہ پریشان کیوں تھی؟"آفیسر نے فوراً اگلا سوال کیا۔

"نہیں! وہ مجھے نہیں معلوم۔"ملیحہ نے بھی فوراً جواب دیا۔

اسی لمحے اس کے فون بجا، فون کی سکرین پر خالہ جان لکھا تھا۔اس نے ایک نظر دیکھ کر فون سائیلینٹ پر کر دیا پھر دوبارہ آفیسر کی جانب دیکھا۔اس دوران آفیسر نے اس کے عمل کو جانچا۔

"اگر فون ضروری ہے تو آپ اٹھا لیجیے۔ "

"مجھے دراصل اپنی جاب پر جانا ہے۔" آفیسر نے ہلکی گردن ہلائی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آپ جا سکتی ہیں۔" ملیحہ آفیسر کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

"مس ملیحہ"!

اس کی آواز نے ملیحہ کے قدم وہیں روک دیے۔

"جی؟" وہ پلٹی۔

ایک لمحہ۔

آفیسر کی نظریں اس پر ٹھہر گئیں۔۔۔ اور نہ جانے کیوں، اس ایک لمحے کو جیسے وقت نے ذرا سی تاخیر کر دی۔ دل کی دھڑکن میں ایک بے ترتیب سا وقفہ آیا۔۔۔ اتنا مختصر کہ وہ خود بھی اسے سمجھ نہ سکا۔

اس نے فوراً خود کو سنبھالا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"آپ اپنا فون نمبر ہمیں دے سکتی ہیں اگر کوئی تفتیش کرنی ہوئی تو ہم آپ سے رابطہ کر لیں گے۔"

"جی ضرور۔۔۔"

"ان کا نمبر لکھ لو۔" آفیسر کے کہنے پر حوالدار نے فوراً رجسٹر کھول لیا۔ ملیحہ نے جھک کر نمبر لکھا، ہر ہندسہ واضح، بغیر کسی جلدی کے، جیسے وہ کم از کم اس حصے میں کوئی ابہام نہیں چھوڑنا چاہتی ہو۔ اس نے قلم رکھا ہی تھا کہ حوالدار کی آواز آئی۔

"میم گھر کا پتہ بھی لکھ دیں۔"

"سوری، وہ میں نہیں لکھ سکتی؟" آواز نرم تھی، مگر صاف انکار تھا۔

"کیوں؟ دیکھیں ہمیں ضرورت پڑ سکتی ہے اگر آپ سے رابطہ نہ ہوا تو ہم آپ کے گھر آ سکتے ہیں۔"

ملیحہ نے آہستہ سے سیدھا ہو کر اس کی طرف دیکھا، پھر ایک لمحے کو نظریں آفیسر کی جانب گئیں، جیسے اصل جواب اسے دینا ہو۔

"سوری۔۔۔ لیکن میں اپنے گھر کا پتہ نہیں لکھ سکتی۔" وہ رکی، پھر قدرے سنجیدگی سے بولی، "میں اپنے خالہ خالو کے ساتھ رہتی ہوں، اور میں اُنہیں میری وجہ سے پریشان نہیں کر سکتی۔" پھر پاس نے رجسٹر کی طرف ہلکا سا اشارہ کیا۔

"جو نمبر لکھا ہے وہ ایکٹو ہے، آپ اس پر رابطہ کر لیجیے گا، میں ریسیو کر لوں گی۔"

Clubb of Quality Content

کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔ آفیسر کامران نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔اس بار پہلے سے زیادہ دیر تک۔ چہرے پر کوئی واضح ردِ عمل نہیں تھا، مگر آنکھوں میں ایک نیا سوال ابھر آیا تھا۔

Interesting..."

یہ لفظ اس نے کہا نہیں۔۔۔ بس اس کے تاثرات میں تھا۔ اس نے ہلکا سا سر ہلایا، جیسے بظاہر اس کی بات مان لی ہو۔

"ٹھیک ہے۔ "

مختصر جواب۔ مگر اس کے لہجے میں مکمل یقین نہیں تھا۔ ملیحہ نے سر جھکایا اور مڑ گئی۔

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے قدم پر سکون تھے مگر آفیسر کی نظریں اس کے پیچھے کافی دیر تک ٹھہری رہیں۔۔۔ جیسے وہ جا تو رہی ہو، مگر اس کے ساتھ کچھ سوال یہیں چھوڑ گئی ہو۔ تھانے کے دروازے سے باہر قدم رکھتے ہی ملیحہ نے گہری سانس لی، جیسے بند فضا سے نکل کر کسی کھلی جگہ میں آ گئی ہو، مگر سکون ابھی بھی اس تک پوری طرح نہیں پہنچا تھا۔

اسی لمحے اس کا فون دوبارہ بج اٹھا۔ اس نے سکرین پر نظر ڈالی۔

Clubb of Quality Content!

"خالہ جان۔۔۔"ایک لمحے کو اس کی انگلی رکی پھر اس نے کال ریسیو کر لی۔

"جی خالہ۔۔۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے سڑک کی جانب بڑھی۔ صبح کے دس بج رہے تھے، سورج کی روشنی صاف تھی مگر اس میں کوئی خاص حرارت نہ تھی۔ہوا میں سردی کی شدت اب بھی باقی تھی،ایسی کاٹتی ہوئی ٹھنڈک جو سانس کے ساتھ اندر اترتی اور وجود کو ہلکا سا سکیڑ دیتی۔ یکدم اسے سردی کی شدت محسوس ہوئی تو وہ تیز قدم لیتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔حوالدار واپس مڑ کر اندر چلا آیا۔کمرے میں خاموشی چھائی تھی۔آفیسر کامران ایک بار پھر فائل سامنے رکھے کسی سوچ میں محو تھے۔محب مظہر کی تصویر سامنے تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چہرہ سادہ۔۔۔آنکھیں پر سکون۔

ایسا چہرہ جو کسی الجھی ہوئی کہانی کا حصہ لگتا ہی نہیں تھا۔

"معصوم۔۔۔؟"

وہ زیرِلب بولا۔

"مُحب مظہر کی فائل اتنی مختصر ؟"ابرو ہلکے سے سکڑے۔

"اتنا صاف کیس ؟"اس کی نظر تصویر پر واپس آئی۔

"یا پھر۔۔۔ کسی نے بہت صفائی سے سب کچھ چھپا دیا ہے۔" کچھ لمحوں تک خاموشی چھائی صرف گھڑی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔

"حوالدار! محب مظہر کی مکمل تفصیل نکالو، خاص طور پر آخری دنوں کی۔" ایک لمحہ رکا، پھر دھیرے سے بولا،

"اور کوئی بھی چیز چھوٹنی نہیں چاہیے۔" آفیسر کامران اپنی بات مکمل کر لے خاموش ہو گ ئے۔ حوالدار سر کو خم دیتے کمرے سے نکل گیا۔ کمرے میں خاموشی پھیل گئی۔ آفیسر کی نظریں اب بھی میز پر رکھی تصویر پر تھیں، جیسے وہ کسی ایسے سوال کا جواب ڈھونڈ رہا ہو، جو ابھی تک پوچھا بھی نہیں گیا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اس کی گاڑی مکمل توجہ کے ساتھ قصرِ دلاور کی جانب رواں تھی۔ کچھ دیر اس کی گاڑی قصر کے مرکزی دروازے کے سامنے رکی تھی۔ چوکیدار وہاں موجود نہیں تھا وہ ہارن بجاتی رہی۔ سڑک کے دوسری جانب ایک سیاہ رنگ کی گاڑی خاموشی سے کھڑی تھی۔ اس کے شیشے ہلکے سے ٹِنٹڈ تھے۔ اندر بیٹھا شخص نظر نہیں آ رہا تھا۔

مگر اس کی نظریں واضح تھیں ملیحہ کی گاڑی پر جمی ہوئی جیسے ہی ملیحہ کی گاڑی آگے بڑھی، وہ گاڑی بھی چند لمحوں بعد خاموشی سے حرکت میں آگئی۔

سیاہ گاڑی بھی سست رفتاری سے قریب آکر سڑک کے کنارے رک گئی۔ اندر بیٹھے شخص نے اپنے دائیں جانب گاڑی کے سائیڈ مرر سے جھانکا۔ ملیحہ گاڑی سے اتر کر قصر کے اندر جا رہی تھی، اور چند ہی لمحوں بعد وہ عمارت کے اندر غائب ہو گئی۔ کچھ لمحے یونہی گزر گئے۔ پھر سیاہ گاڑی نے خاموشی سے انجن اسٹارٹ کیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ چند ہی سیکنڈز میں وہ سڑک کے موڑ کے ساتھ ساتھ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

سڑک پر پھر وہی جنوری کی سرد، سنسان خاموشی رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ΔΔΔΔΔ

ملازم ہال کی صفائی میں مصروف تھا۔ ملیحہ اندر داخل ہوتے ہی ملازم سے عمر صاحب کے بارے میں پوچھنے لگی۔ ملازم نے جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

قصر کے عقبی حصے میں اس وقت عمر صاحب اکیلے موجود تھے، ورزشی لباس میں ملبوس وہ اس وقت تازی ہوا کا لطف لے رہے تھے۔ پیشانی پر پسینے کے بوند چمک رہی تھی۔ اسی لمحے اوپر پہلی منزل کی بالکونی میں اِزعان کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں جلتی ہوئی سگریٹ تھی جس کا دھواں آہستہ آہستہ فضا میں تحلیل ہو رہا تھا۔ اس کی نظریں دور کہیں باغ کے کنارے پر جمی ہوئی تھیں، جیسے وہ وہاں نہیں بلکہ اپنے ہی کسی الجھے ہوئے خیال میں کھڑا ہو۔

وہ خاموشی سے ایک کے بعد ایک کش لیتا رہا، پھر آخر کار سگریٹ تقریباً ختم ہونے پر اس نے اسے انگلیوں کے درمیان سے ہلکا سا گھمایا اور لاپرواہی سے بالکونی کی ریلنگ پر رکھ دیا۔ لمحہ بھر میں وہ جلتا ہوا ٹکڑا نیچے گرتا ہوا باغ کی نرم گھاس پر آپڑا۔

عمر صاحب کو اپنا بدن سست ہوتا محسوس ہوا تو کچھ دیر آرام کی غرض سے باغ میں بنے جھونپڑی میں چلے آئے۔ پانی کی بوتل سے پانی پیتے ہوئے وہ کسی سوچ میں گم ہونے لگے۔ وہ کبھی درختوں کی طرف دیکھتے، کبھی آسمان کی طرف، اور کبھی زمین پر گرتے سائے کو۔

اسی لمحے ملیحہ باغ کے داخلی راستے سے اندر داخل ہوئی۔ اس کی نظر سیدھی عمر صاحب پر پڑی اور وہ ان کی طرف بڑھ گئی۔

"السلام علیکم، انکل۔"

عمر صاحب نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔۔۔آؤ۔"

"سوری۔۔۔آج مجھے دیر ہو گئی۔" وہ نرمی سے بولی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔میں معمول کے مطابق اپنا کام کر چکا ہوں۔" عمر صاحب نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔ لہجہ مطمئن اور نرم تھا، جیسے وہ واقعی دیر کو اہمیت نہ دے رہے ہوں۔ وہ ان کی بات پر مسکرائی۔ عمر صاحب نے پانی کی بوتل دوبارہ کھولی اور چند گھونٹ بھرے۔

"چلیں۔۔۔یہ تو اچھی بات ہے، کبھی میں نہیں ہوئی تو آپ کو معلوم تو ہو گا کہ کیا کرنا ہے۔" ملیحہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بات مکمل کی، مگر اس کے لہجے میں ایک نرم سی فکر جھلک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں سنجیدگی بھی تھی اور ذمہ داری کا احساس بھی، جیسے وہ صرف بات نہیں کر رہی تھی بلکہ عمر صاحب کی صحت کے حوالے سے اپنی فکر مندی جتا رہی ہو۔ وہ دھیرے قدم لیتی ان کے قریب کچھ فاصلے پر جا بیٹھی۔ عمر صاحب نے ایک گہرا سانس لیکر گردن ہلائی۔ ان کے چہرے پر تھکن صاف واضح ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاتھ آگے لائیں، میں آپ کا شوگر چیک کر لیتی ہوں پھر آپ ناشتہ کر لیجیے گا۔" ملیحہ نے نرمی سے کہا۔ وہ پرسکون مگر توجہ کے ساتھ بیگ سے شوگر مشین نکال رہی تھی، اس کی آنکھوں میں ایک خاموش احتیاط تھی، جو عمر صاحب کی صحت کے لیے اس کی سنجیدگی کو ظاہر کر رہی تھی۔

"روز روز یہ سوئی چبھو۔۔۔ اب تنگ آگیا ہوں میں۔" عمر صاحب نے ہلکی سی خفگی کے ساتھ منہ بسورا۔

"ہوں۔۔۔ اگر آپ کنٹرول کر لیتے میٹھا کھانے پر تو سوئی نہ چبھتی۔" ملیحہ نے مسکراتے ہوئے ہلکے سے چیلنجنگ انداز میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔

عمر صاحب ایک لمحے کو خاموش ہو گئے۔ پھر وہ ملیحہ کو دیکھتے رہ گئے۔ ہلکی سی مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر آگئی، اور آنکھوں میں ایک نرم سی اپنائیت جھلکنے لگی، جیسے وہ اس کی باتوں میں چھپی محبت کو محسوس کر رہے ہوں۔

"ارے تم مجھے باتیں سنا رہی ہو؟" عمر صاحب نے ہلکے سے ابرو سکیڑے، مگر ان کے لہجے میں ناراضگی کم اور حیرانی زیادہ تھی۔

"میں۔۔۔؟" وہ ابرو اٹھائے بولی۔

"میری یہ مجال کہ آپ کو باتیں سناؤں گی۔۔۔میں تو حقیقت بتا رہی تھی۔"اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بات کو نرم انداز میں موڑا، مگر آنکھوں میں اعتماد اور بے تکلفی واضح تھی، جیسے وہ عمر صاحب سے بے جھجھک اپنا حق جتلا رہی ہو۔

"اوہو۔۔۔آپ کی شوگر آج بڑھی ہوئی ہے۔۔۔ہمم کل رات دعوت میں گئے تھے تو کیا وہاں آپ نے کچھ میٹھا کھایا تھا؟"ملیحہ نے مشین کی اسکرین دیکھتے ہوئے ہلکی سی تشویش کے ساتھ سوال کیا۔اس کے لہجے میں ڈاکٹر جیسی سنجیدگی اور اپنی سی فکر جھلک رہی تھی، مگر آنکھوں میں ہلکی سی ناگواری بھی تھی، وہ پہلے ہی جواب کا اندازہ لگا چکی تھی۔

"نہیں تو۔۔۔بس تھوڑی سی کھیر تھی، وہ بھی بمشکل دو چمچ۔"عمر صاحب نے فوراً نظریں چراتے ہوئے جواب دیا۔ان کے لہجے میں سادگی تھی۔چہرے پر ہلکی سی بے یقینی اور پکڑے جانے کا خوف صاف جھلک رہا تھا۔

"دو چمچ؟ یا دو پیالے؟"ملیحہ نے ہلکا سا طنز کیا۔ملیحہ نے فوراً ابرو اٹھائے، اور ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آگئی۔

"ارے بھئی، زندگی میں کچھ مزہ بھی ہونا چاہیے۔"عمر صاحب نے مسکراتے ہوئے ہلکے سے ہاتھ ہلایا۔ان کے چہرے پر بے فکری اور بچگانہ ضد جھلک رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مزے کے چکر میں آپ اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں۔" ملیحہ نے ہلکی سی خفگی اور گہری فکر کے ساتھ کہا۔

"ہاں۔۔۔ وہ تو واقعی کل رات عجیب لگ رہا تھا۔۔۔ مگر تمہاری آنٹی کو اس بارے میں نہیں بتایا ورنہ وہ پریشان ہو جاتی۔" عمر صاحب نے آہستہ سے سینے پر ہاتھ رکھا، جیسے اس لمحے کی کمزوری دوبارہ محسوس ہو رہی ہو۔ ان کی آواز میں ہلکی سی تھکن تھی اور لہجے میں چھپا ہوا احساسِ ذمہ داری۔ مگر ساتھ ہی ایک ضد بھی کہ وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"یہ تو غلط بات ہے نا۔۔۔ آپ نے کسی کو بتانا تھا اگر خدانخواستہ کچھ ہو جاتا تو؟" ملیحہ نے فوراً جواب دیا۔ اس کی پیشانی پر واضح بل تھے اور آنکھوں میں فکرمندی کی شدت۔ آواز میں نرمی کے باوجود ایک مضبوط احتجاج تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عمر صاحب نے اسے دیکھا۔ چند لمحے خاموش رہے، پھر ہلکی سی مسکراہٹ ان کے چہرے پر آ گئی۔ اس مسکراہٹ میں شفقت بھی تھی اور ہلکی سی تسلیم بھی۔

"دیکھ لیں آپ کی شوگر بڑھی ہوئی ہے۔۔۔ ورزش کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" ملیحہ نے شوگر مشین کی اسکرین دیکھتے ہوئے ہلکی سی خفگی کے ساتھ کہا۔

"بھئی آج تو معمول سے زیادہ دیر تک میں ورزش کرتا رہا ہوں، اور اب تم یہ کہہ کر مجھے مایوس کررہی ہو۔" عمر صاحب نے معصوم انداز میں شکوہ کرتے ہوئے ہلکے سے کندھے جھٹکے، جیسے وہ اپنی محنت کا کریڈٹ چاہ رہے ہوں۔

"تو اب آپ کی مایوسی دور کیسے کریں؟" ملیحہ نے فوراً ابرو اٹھائے۔

"ہمم۔۔۔ عمدہ ناشتہ ہونا چاہیے اور تمہارے ہاتھ کی چائے۔" عمر صاحب نے مسکراتے ہوئے تھوڑا سا سر جھکایا۔ ان کے لہجے میں سادہ سی فرمائش تھی۔

"ٹھیک ہے میں کرتی ہوں انتظام۔۔۔ تب تک آپ چلیں اور فریش ہو جائیں۔" ملیحہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔ وہ مشین کو واپس بیگ میں رکھنے لگی۔ عمر صاحب آہستہ سے کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی کمزوری تھی، جو عمر اور طبیعت دونوں کی تھکن ظاہر کررہی تھی۔ ملیحہ فوراً ان کے قریب آئی اور نرمی سے ان کا ہاتھ تھام کر سہارا دیا۔

دونوں آہستہ آہستہ باغ کے راستے پر چلنے لگے۔ فضا میں خاموشی تھی، صرف قدموں کی ہلکی آہٹ اور پودوں کے درمیان ہوا کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔ اس کی نظریں بے اختیار گھاس پر پڑی جہاں ایک چھوٹا سا جلتا ہوا ٹکڑا تھا جو اب بجھ چکا تھا۔ اس کی پیشانی پر ہلکی سی شکن ابھری۔ عمر صاحب بھی رک گئے۔ ان کی نگاہ ملیحہ کے چہرے سے ہوتی ہوئی زمین

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی طرف گئی۔ جیسے ہی ان کی نظر اس ٹکڑے پر پڑی، ان کے چہرے پر ایک لمحے کو گھبراہٹ سی دوڑ گئی۔ انہوں نے فوراً نظریں ہٹانے کی کوشش کی، مگر دیر ہو چکی تھی، ملیحہ یہ سب محسوس کر چکی تھی۔ وہ دونوں وہیں کھڑے رہ گئے۔ اسی لمحے اوپر بالکونی میں اِزعان دوبارہ نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا اور چہرے پر معمول کی بے فکری، اگلے ہی لمحے اس کی نظری نیچے منظر پر ٹھہر گئی۔ ملیحہ اور عمر صاحب ایک ہی جگہ رکے ہوئے تھے۔

''انکل۔۔۔ آپ نے اسموکنگ کی ہے؟'' ملیحہ کی آواز نسبتاً بلند ہو گئی تھی۔ اس کے لہجے میں چھپی خفگی صاف محسوس ہو رہی تھی، اور یہ آواز اتنی واضح تھی کہ ازعان تک بھی پہنچ گئی۔

عمر صاحب نے فوراً ردِعمل دیا۔ انہوں نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے نفی میں اشارہ کیا۔

اوپر بالکونی سے اِزعان نے یہ سب دیکھا۔ اس کی نظریں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر گئیں، ملیحہ کے سخت مگر فکرمند لہجے پر، اور عمر صاحب کے اس فوری انکار پر۔ پھر اس نے ملیحہ کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر موجود سختی دراصل غصہ نہیں تھی، بلکہ فکرمندی تھی اور عمر صاحب کے لیے وہ ڈانٹ کسی اجنبیت کی نہیں بلکہ ایک اپنائیت کی تھی۔ اِزعان کی آنکھوں میں ایک لمحے کو سمجھ بوجھ سی چمکی۔ یہ صرف ایک سوال نہیں تھا۔ یہ ایک تعلق تھا۔ یہ ایک ایسا رشتہ تھا جو

حدود کے اندر رہ کر بھی گہرا تھا جیسے باپ اور بیٹی کے درمیان ہوتا ہے، یا کسی سرپرست اور اس کے اپنے خیال رکھنے والے شخص کے درمیان۔

"اچھا۔۔۔ تو پھر یہ کیا ہے؟ یہاں آپ کے اور میرے علاوہ تو کوئی نہیں ہے۔" ملیحہ نے زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ قسم! میں تو یہاں ورزش کر رہا تھا مجھے نہیں معلوم یہ کہاں سے آئی اور کس کی ہے؟" عمر صاحب نے فوراً ہاتھ اٹھا کر صفائی دی۔ ان کے لہجے میں سچائی کے ساتھ ساتھ ہلکی سی گھبراہٹ بھی تھی۔ آنکھیں لمحے بھر کو ادھر ادھر ہوئیں، جیسے وہ واقعی خود بھی صورتحال پر حیران ہوں۔ اِزعان خاموش اور محتاط انداز میں سب دیکھ رہا تھا، عمر صاحب کی انداز پر اس کے لب ہلکے مسکرائے۔ ملیحہ نے ایک لمحے کو انہیں دیکھا۔ پھر زمین کی طرف۔ پھر دوبارہ عمر صاحب کی طرف۔

"اچھا مان لیا میں نے۔۔۔ لیکن آپ کو قسم لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ تو بس فکر میں پوچھا تھا۔" ملیحہ نے لہجے کو نرم کرتے ہوئے بات ختم کی۔

"سمجھ سکتا ہوں۔" عمر صاحب نے ہلکے سے سر ہلایا۔اِن کے چہرے پر اب سکون تھا، مگر آنکھوں میں ابھی بھی وہی ہلکی سی بے بسی موجود تھی، جیسے وہ خود بھی اپنی عادتوں پر شرمندہ ہوں۔

"ویسے جب آپ نے نہیں کی تو اور کون کر سکتا ہے۔۔۔ کوئی ملازم تو نہیں؟" ملیحہ نے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔اس کی بھنویں ہلکی سی سکڑی ہوئی تھیں اور لہجے میں تجسس کے ساتھ ساتھ سنجیدگی بھی تھی، جیسے وہ محض اندازہ نہیں لگا رہی بلکہ حقیقت تک پہنچنا چاہتی ہو۔

"ملازم نہیں۔۔۔ یہ میرے صاحبزادے ہے۔" عمر صاحب نے ہلکے سے سر اٹھا کر بالکونی کی طرف اشارہ کیا۔ان کے لہجے میں باپ والا فخر بھی تھا اور ہلکی سی بے بسی بھی، وہ اپنے بیٹے کا ذکر محبت سے بھی کر رہے تھے اور اس کی ضد پر دل ہی دل میں پریشان بھی تھے۔

"تو کیا آپ نے کبھی اپنے صاحبزادے کو نہیں سمجھایا کہ اسموکنگ اچھی عادت نہیں؟" ملیحہ نے فوراً سوال کیا۔اس کی بھنویں ہلکی سی سکڑی ہوئی تھیں اور لہجے میں سنجیدہ فکر مندی تھی۔

"دراصل میری غلطی ہے میری یہ عادت نہ ہوتی تو وہ اس بری شے سے دور رہتا۔۔۔ لیکن اس کے باوجود بہت بار سمجھایا اور تمہاری آنٹی نے بہت کوشش کی ہے اُسے سمجھانے کی مگر وہ الو کا پٹھا مانتا ہی نہیں ہے۔" عمر صاحب نے ہلکی سی بے بسی کے ساتھ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ عمر صاحب کے تبصرے پر ملیحہ ایک لمحے کو ابرو اٹھائے نظریں اونچی کیے اُنہیں دیکھتی رہ گئی۔ اوپر بالکونی میں کھڑا اِزعان یہ جملہ سن کر ایک لمحے کو رُک گیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی حیرت ابھری، جیسے اسے توقع نہ ہو کہ اس کے بارے میں اتنی بے فکری سے کوئی یوں تبصرہ کرے گا۔ ملیحہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی، مگر وہ مسکراہٹ فوراً فکرمندی میں بدل گئی۔ اس نے نظریں ہلکی سی جھکا لیں، جیسے اِزعان کی اس بے پروائی پر واقعی تشویش ہوئی ہو۔ ردعمل میں اس نے بس ہلکا سا سر ہلایا۔

اسی لمحے اِزعان کی نظر ملیحہ پر پڑی۔ جب ملیحہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، اس بات پر نہیں، بلکہ عمر صاحب کی بے بسی بھری شکایت پر، تو اِزعان کے چہرے پر بھی ایک ہلکی سی تبدیلی آئی۔ اس بار مسکراہٹ اور بھی نرم تھی، مختصر سی، چھپی ہوئی، مگر موجود۔

اِزعان نے کافی کا مگ آہستگی سے گھماتے ہوئے اگلے لمحے ہونے والے مزید تبصرے کو روکنے کے لیے ہلکا سا گلہ کھنکھارا۔ آواز اتنی تھی کہ نیچے موجود دونوں وجودوں تک اس کی

Clubb of Quality Content

موجودگی کا احساس پہنچ جائے، نیچے ملیحہ اور عمر صاحب دونوں ایک لمحے کو رُک گئے۔ فضا میں ہلکی سی تبدیلی آ گئی، جیسے کوئی غیر مرئی سا پردہ ہٹ گیا ہو۔

"کون ہے؟" عمر صاحب نے بے اختیار ارد گرد نظریں دوڑائیں۔ ملیحہ کی نظر بھی ساتھ ہی ادھر اُدھر گھومی، پھر اوپر بالکونی کی طرف اٹھ گئی۔ اِزعان وہیں کھڑا تھا۔ کافی کا مگ ہاتھ میں لیے، مگر اب اس کا انداز پہلے جیسا بے فکر نہیں رہا تھا۔ اس کی موجودگی اب واضح ہو چکی تھی، اور فضا میں ایک لمحے کو خاموش سا وقفہ آ گیا۔ اِزعان نے آہستہ سے نیچے جھانکا۔ اس کی نظر چند لمحوں کے لیے ملیحہ سے ٹکرائی۔

ایک لمحہ۔۔۔ بس ایک مختصر سا وقفہ۔ ملیحہ نے فوراً نظریں ہٹا لیں، جیسے اس اچانک ٹکراؤ کو زیادہ دیر تک تھامے رکھنا مناسب نہ ہو۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے ذہن کے دریچوں پر گزشتہ رات کا منظر ہلکے سے دستک دینے لگا۔۔۔ وہ پہلی ملاقات، وہ غلط فہمی اور بے ساختہ تھپڑ۔ خیال آتے ہی یکدم اس نے آنکھیں میچ لی۔ اوپر کھڑے اِزعان کے ہونٹوں کے کونے پر بہت ہلکی سی مسکراہٹ ابھری، جسے اس نے فوراً چھپا لیا۔ عمر صاحب نے ملیحہ کی جانب دیکھا، جواب قدرے گھبراہٹ کے ساتھ انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے ماتھے پر ہلکے بل نمایاں تھے۔

Clubb of Quality Content

عمر صاحب نے سر کے ہلکے اشارے سے پوچھا، "کون ہے؟"

ملیحہ نے سنجیدہ چہرہ بناتے ہوئے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔ عمر صاحب نے گردن اٹھا کر بالکونی کی طرف دیکھا، جہاں اِزعان کھڑا تھا، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اور نظریں سیدھی انہی پر جمی ہوئی۔ کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے اس نے نہایت نرمی سے کہا۔

"گڈ مارننگ ڈیڈ۔ "

"گڈ مارننگ بیٹا۔" عمر صاحب نے مسکراتے ہوئے جواباً کہا۔

"بیٹا نہیں ڈیڈ۔" عمر صاحب نے ہلکا سا چہرہ بنایا، ایک لمحہ گزرا۔

"الو کا پٹھا۔"

اِن کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی، جیسے خود ہی اپنے جملے پر خفگی بھی ہو اور محبت بھی۔ اور وہیں ملیحہ نے لب دبا لیے۔ اس کی آنکھوں میں ہنسی صاف جھلکنے لگی، مگر وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ وہ باہر نہ آ جائے۔

"میرا خیال ہے مجھے جا کر فریش ہونا چاہیے، بھوک بہت لگ رہی ہے۔" عمر صاحب نے ہلکی سی کھنکار کے ساتھ بات کو سمیٹنے کی کوشش کی، جیسے وہ ماحول میں پھیلی ہلکی سی جھجک اور مسکراہٹ کو خود ہی ختم کرنا چاہتے ہوں۔ اِن کے چہرے پر ایک مصنوعی سی سنجیدگی آنے

لگی، مگر آنکھوں میں اب بھی ہلکی سی شرارت اور محبت باقی تھی، جیسے وہ دونوں کو خاموشی سے دیکھ کر لطف بھی لے رہے ہوں اور موقع بھی دے رہے ہوں کہ بات زیادہ آگے نہ بڑھے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" ملیحہ نے فوراً بات تھامتے ہوئے ہلکی سی سنجیدگی کے ساتھ کہا۔

اس کے لہجے میں اتفاق تو تھا، مگر ساتھ ہی ایک ہلکی سی جلدی بھی جھلک رہی تھی۔

وہ دونوں ہلکی مسکان لیے اندر چلے آئے۔ عمر صاحب اپنے کمرے کے طرف بڑھ گئے اور ملیحہ کچن کی جانب۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گیارہ بجے قریب وہ اسٹڈی روم میں تھی۔ اردو کتابوں کو مطالعہ ،اور ناولز پڑھنا اس کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کمرے میں ہلکی سی خاموشی تھی، جسے صرف صفحے پلٹنے کی مدھم آواز توڑ رہی تھی۔ لکڑی کے بنے شیلف میں ترتیب سے سجی کتابیں جیسے برسوں کی کہانیاں اپنے اندر سمیٹے کھڑی تھیں۔ فیشن ڈیزائن، ملبوسات کی تاریخ اور بین الاقوامی رجحانات پر لکھی گئی ضخیم جلدوں کے درمیان سجی ٹرافیاں اور اعزازی تمغے خاموشی سے ایک اور داستان سنا رہے تھے۔ کامیابی، محنت اور اُس نام کی، جو برسوں سے فیشن کی دنیا میں اپنا مقام قائم کیے ہوئے

تھا۔ کچھ ایوارڈز عمر صاحب کے عہدِ عروج کی یادگار تھے، جبکہ چند نسبتاً نئے اعزازات اِزعان دلاور کی صلاحیتوں کا ثبوت دے رہے تھے۔ ملیحہ ایک کرسی پر نیم دراز بیٹھی تھی۔ اس کی انگلیاں کتاب کے اوراق پر آہستہ آہستہ چل رہی تھیں، جیسے وہ صرف الفاظ نہیں بلکہ ان کے پیچھے چھپی کیفیت کو بھی محسوس کر رہی ہو۔ کبھی اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آجاتی، اور کبھی پیشانی پر باریک سی شکن، کہانی کے ساتھ اس کا رشتہ محض پڑھنے والا نہیں، جینے والا تھا۔

مگر آج۔۔۔

الفاظ آنکھوں کے سامنے سے گزر تو رہے تھے، مگر ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔ کبھی وہ بے دھیانی میں ایک ہی سطر دوبارہ پڑھ لیتی، اور کبھی صفحہ پلٹ کر بھی رک جاتی۔ جیسے کسی اور منظر کی بازگشت ابھی تک اس کے ساتھ ہو۔

بالکونی میں کھڑا وہ شخص۔۔۔ وہ مختصر سا نظر کا ٹکراؤ۔۔۔ اور وہ عجیب سی خاموشی۔

اس نے ہلکے سے سر جھٹکا، جیسے ان خیالات کو خود سے دور کرنا چاہتی ہو۔

"فضول۔" وہ زیرِلب بڑبڑائی، اور کتاب پر دوبارہ توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی، مگر کہانی اب صرف کتاب میں نہیں تھی، کہیں اور بھی شروع ہو چکی تھی۔ اس نے پھر توجہ کتاب پر مرکوز کرنے کی کوشش کی، مگر اگلا صفحہ پلٹتے ہی ذہن پھر وہیں جا ٹھہرا۔

وہی غلط فہمی۔۔۔ اور بے ساختہ تھپڑ۔

اس نے جھٹکے سے کتاب بند کر دی۔

"مجھے معافی مانگنی ہے اور ابھی یہ کام کرنا ہے۔" اس کے لہجے میں ایک غیر متوقع عزم در آیا، جیسے وہ خود سے ہی ہار ماننے کے بجائے معاملہ صاف کرنا چاہتی ہو۔ آنکھوں میں ہلکی سی جھجک بھی ظاہر ہوئی، مگر اس سے کہیں زیادہ واضح فیصلہ۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک لمحے کو ٹھہری، جیسے خود کو ذہنی طور پر تیار کر رہی ہو۔ پھر گہری سانس لے کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب یہ صرف ایک معافی نہیں تھی بلکہ اپنے ذہن میں اٹکے ایک لمحے کو ختم کرنے کی کوشش تھی۔ وہ کمرے سے باہر نکلی ہی تھی کہ اسے کسی کے سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ آواز مردانہ تھی۔ وہ ایک لمحے کو ٹھٹھک گئی۔ اس کے قدم بے اختیار رک گئے، اور اس نے غور سے سننے کی کوشش کی، آواز قریب ہی سے آ رہی تھی، شاید راہداری سے، شاید اگلے کمرے سے۔ اس نے آہستگی سے دوسرے کمرے کی جانب قدم بڑھائے، اور سامنے دروازہ

آدھا کھلا تھا۔اس نے دروازے سے احتیاط سے اندر جھانکا کمرے کی مدھم روشنی میں پول ٹیبل کے کنارے پر ایک وجود سمٹا ہوا تھا۔

باسط۔وہ دونوں گھٹنوں کو سینے سے لگائے، بازوؤں میں خود کو جکڑے بیٹھا تھا۔سر جھکا ہوا۔ کندھے وقفے وقفے سے لرز رہے تھے۔سسکیاں اس طرح پھوٹ رہی تھیں جیسے دل کے اندر کہیں کوئی گہرا زخم تازہ ہو گیا ہو، جیسے اس کا کچھ اپنا، کچھ بہت عزیز، اس سے چھن گیا ہو۔

ملیحہ دروازے پر ہی ٹھہر گئی۔اس نے شاید پہلی کبھی کسی مرد کو اس حال میں نہیں دیکھا تھا۔ ایک لمحے کو اس کے قدم آگے بڑھنے سے رک گئے، جیسے وہ طے نہ کر پا رہی ہو کہ اس درد کے دائرے میں داخل ہونا چاہیے یا نہیں۔پھر اس نے ہلکے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"باسط!" آواز بہت نرم تھی۔اس نے قدم اس کی جانب بڑھائے مگر اس میں صاف جھلکتی فکر نے کمرے کی خاموشی کو آہستہ سے توڑ دیا۔باسط نے دھیرے سے چہرہ اٹھایا اور ملیحہ وہی کی وہی کھڑی رہ گئی۔حیرت۔۔پریشانی۔۔۔اور ایک الجھن۔سب ایک ساتھ اس کے چہرے پر ابھر آئے۔اس نے جیسے یقین کرنے کے لیے دوبارہ غور سے دیکھا، مگر باسط کے چہرے پر آنسوؤں کا نام ونشان نہیں تھا۔نہ سرخ آنکھیں۔۔۔نہ بھیگا ہوا چہرہ۔۔۔نہ ٹوٹی ہوئی سانس۔ملیحہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم رو رہے ہو؟"ملیحہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔اس کی بھنویں ہلکی سی سکڑ گئیں اور آنکھوں میں الجھن صاف ظاہر ہونے لگی۔

"ہاں۔۔۔کوشش کر رہا ہوں لیکن رونا نہیں آرہا ہے۔"باسط نے بڑی سنجیدگی سے سر ہلایا، لہجہ اتنا معصوم اور بے بس تھا جیسے وہ کوئی بہت مشکل سائنسی مسئلہ حل کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔اس نے بھنویں سکیڑ کر آنکھیں ذرا زور سے میچیں، پھر ناک سُکھڑاتے ہوئے دوبارہ کوشش کی، مگر نتیجہ وہی رہا: صفر آنسو۔

"لیکن کیوں؟"ملیحہ نے الجھن سے پوچھا۔

"کیونکہ میں برباد ہو گیا ہوں۔۔۔کیونکہ میرا سب چِھن گیا ہے۔"باسط نے ڈرامائی انداز میں سر آسمان کی طرف اٹھایا، جیسے کوئی بہت بڑا سانحہ گزر گیا ہو۔آواز میں بھرپور درد تھا مگر آنکھیں اب بھی خشک تھیں۔

"ارے پر ایسا کیا ہوا ہے کہ تم رو رہے ہو مگر رو نہیں رہے۔"ملیحہ اب ایک قدم قریب آ گئی۔اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ہلکی سی چڑ بھی شامل ہو گئی تھی۔وہ سنجیدہ ہونا چاہتی تھی مگر سامنے والا اسے سنجیدہ ہونے نہیں دے رہا۔

"میری زندگی مجھ سے چھن گئی ہے ملیحہ۔۔۔تم یہ درد نہیں سمجھ سکتی۔" باسط نے ہاتھ دل پر رکھ کر ایسے کہا جیسے واقعی دل ٹوٹ چکا ہو، پھر ایک لمحے کو آنکھیں بند کر لیں۔

"تمہارا دوست سمجھے گا؟ کیا میں اُسے بلا کر لاؤں؟" ملیحہ نے سنجیدگی سے پوچھا، مگر اب اس کے چہرے پر ہلکی سی "یہ کیا ہو رہا ہے" والی کیفیت بھی آگئی تھی۔

"ہاں۔۔شاید وہ سمجھے گا۔۔۔اور آتے ہوئے ایک گلاس پانی بھی لے آنا۔" باسط نے فوراً سنجیدہ پن چھوڑ کر بالکل سادہ انداز اختیار کر لیا، جیسے کوئی مہمان آرام سے فرمائش کر رہا ہو۔ اس کا آخری جملہ اتنا عام تھا کہ ساری ڈرامائیت ایک دم ختم ہو گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔رونا نہیں۔" ملیحہ نے بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا، وہ خود بھی حیران تھی۔ وہ مڑی اور باہر نکل گئی، پیچھے باسط وہی بیٹھا تھا۔ اب بھی رونے کی کوشش میں مصروف۔ اس کا رخ اب اِزعان کے کمرے کی جانب تھا، وہی کمرہ جہاں جانے کا ارادہ وہ کچھ دیر پہلے بھی کر چکی تھی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس کے قدم ٹھٹھک گ ئے۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے خود کو سنبھالا، پھر آہستہ سے پہلی دستک دی۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ اس نے ہلکی سی الجھن کے ساتھ دوبارہ دستک دی۔ اسی لمحے اندر سے قدموں کی مدھم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آہٹ سنائی دی تو اس کا ہاتھ خود بخود نیچے آ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو وہ ایک قدم پیچھے ہٹی اور بے اختیار پلٹ گئی، جیسے اچانک سامنا کرنے سے بچنا چاہتی ہو۔ دروازہ کھلا۔

اِزعان نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو اب مڑی ہوئی تھی، مگر واضح تھا کہ وہ اسی کے دروازے پر آئی تھی۔ اِزعان نے ایک لمحے کو اسے دیکھا، پھر ہلکی سی سنجیدگی کے ساتھ گلہ کھنکھارا۔ ملیحہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ چند لمحے پہلے والا وہ مختصر سا نظر کا ٹکراؤ جیسے ایک بار پھر زندہ ہو گیا۔ آنکھیں ایک لمحے کو اس کی آنکھوں سے ملیں اور وہی ہلکی سی جھجک دوبارہ اس کے چہرے پر آ گئی۔ اس نے فوراً نظریں ہٹا لیں۔

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔" اس کی آواز میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی، جیسے الفاظ ترتیب میں آنے سے انکار کر رہے ہوں۔ اس نے ایک گہری سانس لی، خود کو سنبھالا پھر نسبتاً ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی،

"وہ آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔" وہ ابھی بھی پوری طرح سنبھلی نہیں تھی۔ سانس ہلکی تیز تھی، اور الفاظ ذہن میں الجھ رہے تھے۔ اِزعان نے اس کے منہ سے لفظ "آپ" سن کر ابرو چڑھائی، جیسے یہ لفظ کل کے رات کی عزت کے بعد ہضم نہ ہو رہا ہو۔

"وہ۔۔۔باسط۔۔۔وہ۔۔۔رو رہا ہے۔۔۔مطلب۔۔۔نہیں۔۔۔رو نہیں رہا۔۔۔یعنی۔۔۔" وہ خود ہی رک گئی۔پیشانی پر بل ابھر آئے۔

"میرا مطلب۔۔۔وہ بیٹھا ہے۔۔۔اور سسک۔۔۔نہیں۔۔۔سسک بھی نہیں۔۔۔وہ۔۔۔باسط۔۔۔"

وہ الجھ کر خاموش ہو گئی، جیسے خود ہی سمجھ نہ پا رہی ہو کہ کہنا کیا ہے۔اِزعان نے اسے بغور دیکھا۔اس کی بھنویں ہلکی سی اٹھ گئیں، چہرے پر صاف کنفیوژن تھا، جیسے وہ سن تو رہا ہے مگر سمجھ کچھ نہیں آ رہا۔

"ایک منٹ۔۔۔کیا ہوا ہے باسط کو؟" اس نے سادہ سا سوال کیا، مگر لہجے میں ہلکی سی حیرانی بھی تھی۔ملیحہ نے ایک گہری سانس لی۔آنکھیں ایک لمحے کو بند کیں، جیسے خود کو ترتیب دے رہی ہو۔پھر اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور اس بار نسبتاً ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی،

"باسط نیچے کمرے میں بیٹھا ہے۔۔۔وہ اپ سیٹ ہے۔" ایک لمحہ رکی، پھر مزید واضح کرتے ہوئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور۔۔۔رو بھی رہا ہے۔"اس کی آواز اب پر سکون، مگر آنکھوں میں اب بھی ہلکی سی الجھن باقی تھی۔اِزعان چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور ذہن میں اس کے باتوں کر ترتیب دینے لگا۔ملیحہ نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا لیں۔

"کہاں ہے وہ؟"اِزعان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نیچے کمرے میں۔۔۔پول ٹیبل پر بیٹھا ہوا ہے۔"ملیحہ نے نسبتاً سنبھلے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔میں آتا ہوں۔"ملیحہ اس کا جواب سن کر فوراً مڑ گئی۔اِزعان نے دروازہ بند کیا اور اس کے پیچھے چل پڑا۔دونوں آگے پیچھے ہال سے گزرتے ہوئے راہداری میں آ گئے۔ قدموں کی ہلکی آہٹ خاموشی میں صاف سنائی دے رہی تھی۔ملیحہ دروازے کے باہر آکر رک گئی۔اِزعان نے اسے رکتے دیکھا تو ہلکا سا سر ہلایا، جیسے پوچھ رہا ہو۔۔

"کہاں ہے؟"ملیحہ نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا اِزعان نے دروازے سے اندر جھانکا،اور اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر ایک عجیب سا تاثر ابھرا۔پول ٹیبل پر وہی منظر تھا۔باسط اسی طرح گھٹنوں کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

چہرہ سنجیدہ۔۔۔آنکھیں خشک۔

مگر اگلے ہی لمحے اس نے زور لگا کر ایک "سسکی" نکالنے کی کوشش کی۔

"ہُہ۔۔۔ہُہ۔۔۔"

اِزعان کی بھنویں فوراً اوپر اٹھ گئیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر آہستہ سے سر ایک طرف جھکا کر اپنی کنپٹی سہلانے لگا، جیسے باسط کی حرکتوں پر خود ہی شرمندہ ہو۔اِزعان پول ٹیبل کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ ملیحہ کچھ دور فاصلے پر کھڑی تھی۔

"باسط۔۔۔"اِزعان نے ایک نظر ملیحہ کو دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر باسط کو ہلایا۔

"ہاں۔"اس نے چہرہ اوپر اٹھائے اپنے قریب اِزعان کو کھڑا دیکھا۔

"ہُوں۔۔۔"وہ بغیر آنسوؤں کے زور سے رونے لگا۔اِزعان اس کی اچانک بڑھتی آواز پر آنکھیں بند کرتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہٹا۔ ملیحہ کے بھی ہونٹوں کے کونے پر مسکان ابھری۔ وہ انگلی سے کان دباتی ہوئی زمین کو دیکھنے لگی جیسے باسط کی آواز سے اب الجھن ہو رہی ہو۔

"کیا ہوا ہے باسط؟"اِزعان نے سیدھا سوال کیا۔ لہجہ سنجیدہ تھا۔

"میں لٹ گیا ہوں بھائی۔۔۔ برباد ہو گیا ہوں۔" باسط نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایسے کہا جیسے واقعی دنیا ختم ہو گئی ہو۔ آواز میں بھرپور درد، مگر آنکھیں اب بھی خشک۔

"کیا لٹ گیا ہے؟" ازعان نے سیدھے انداز میں پوچھا۔

"اِوا۔۔۔" باسط نے نام لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں، جیسے یہی ایک لفظ پوری کہانی بیان کر دے گی۔ نام سنتے ہی اِزعان نے گہری سانس لی، جیسے ساری کہانی فوراً سمجھ آ گئی ہو۔ اس نے پول ٹیبل پر ہاتھ ٹکا کر سر جھکا لیا، چہرے پر "یہ تو ہونا ہی تھا" والا تاثر واضح تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" ملیحہ نے الجھن سے دونوں کو دیکھا۔

"تم پانی نہیں لائی؟" باسط نے فوراً موضوع بدلتے ہوئے یاد دلایا۔

"اوہ۔۔۔ سوری میں بھول گئی۔" ملیحہ نے ہلکی سی شرمندگی کے ساتھ کہا اور فوراً مڑنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رکو!" اِزعان نے فوراً روکا۔

"وہ ملازم نہیں ہے جو آرڈر دے رہے ہو۔" اس نے باسط کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ آنکھوں میں واضح ناگواری تھی۔

'Bro, she is so humble and caring'.

باسط نے فوراً ملیحہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہلکے سے سر ہلایا، جیسے وہ واقعی اس کی تعریف کر رہا ہو۔اس کے لہجے میں معصومیت بھی تھی اور تھوڑی سی "موقع دیکھ کر تعریف" والی چالاکی بھی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔میں لیکر آتی ہوں۔" ملیحہ نے نرمی سے کہا۔

"ہاں۔۔۔اوکے۔" باسط نے فوراً مان لیا، جیسے اسے کسی اصول سے زیادہ پانی کی ضرورت ہو۔اِزعان نے نفی میں سر ہلایا، چہرے پر ہلکی سی بے بسی۔کچھ لمحوں بعد ملیحہ پانی لے کر واپس آئی اور باسط کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔

اِزعان اب خاموشی سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں سنجیدگی اور ہلکی سی جھنجھلاہٹ۔

'Now tell me what happened ?'

اس بار اس کا لہجہ بالکل صاف اور سیدھا تھا۔۔۔مزاح ختم، صرف جواب چاہیے تھا۔

"اِوا نے شادی کر لی ہے۔اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔" باسط نے گلاس پکڑتے ہوئے کہا، آواز میں وہی ڈرامائی درد۔۔۔مگر ساتھ ہی پانی کا گھونٹ بھی لے لیا۔

"مجھے تو پہلے ہی پتا تھا اور تمہیں بھی خبردار کیا تھا۔" اِزعان نے سنجیدہ مگر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بجائے میرا درد کم کرنے کے تم مجھے سنا رہے ہو۔۔۔کیسے دوست ہو؟" باسط نے فوراً شکوہ کیا جیسے واقعی اس کے ساتھ ناانصافی ہو گئی ہو۔

"اس درد کا انتخاب تم نے کیا ہے تو اب بُھگتو۔"اِزعان نے بغیر نرم پڑے سیدھا جواب دیا۔ اس کی آواز میں حقیقت پسندی تھی۔

"میرا خیال ہے ابھی اسے سنبھالنا ضروری ہے۔"ملیحہ نے اِزعان کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکے مگر سنجیدہ انداز میں کہا۔اس کے لہجے میں نرمی تھی، جیسے وہ ماحول کو متوازن کرنا چاہتی ہو۔

اِزعان ایک لمحے کو خاموش ہو گیا۔اس کی نظریں سیدھی ملیحہ پر ٹھہریں پھر اس نے آہستہ سے سانس خارج کی، جبڑے کی ہلکی سی گرفت ڈھیلی پڑی۔چہرے کی سختی کچھ کم ہوئی مگر مکمل نہیں۔وہ ہلکے سے سر جھکا کر رہ گیا، جیسے مان تو گیا ہو، مگر ظاہر نہ کرنا چاہتا ہو۔

"کتنی سمجھدار ہے یہ۔" باسط نے فوراً ملیحہ کی طرف دیکھ کر تعریف کی، سر ہلایا جیسے وہ اس کی بات سے مکمل متفق ہو۔اس کے چہرے پر ہلکی سی چمک آ گئی، درد لمحے بھر کو پس منظر میں چلا گیا۔ملیحہ جواباً ہلکا سا مسکرائی۔

اِزعان نے باسط کی بات پر ہلکی سی نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر اس نے نظریں ملیحہ کی طرف منتقل کیں، ایک مختصر سا جائزہ لیا۔۔۔پھر بغیر کچھ کہے دوبارہ باسط کی طرف متوجہ ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"باسط۔۔۔ یہ تو ہونا ہی تھا لیکن اب اس کے لیے کب تک ڈرامہ کرو گے؟"اِزعان نے نسبتاً نرم لہجے میں کہا، مگر الفاظ اب بھی سیدھے اور بے لاگ تھے۔ باسط نے نظریں اٹھائی اور اسے گھور کر دیکھا۔ وہیں کھڑی ملیحہ نے اِزعان کی بات پر ہلکی سی مسکراہٹ دبالی۔ اس نے فوراً لب بھینچ لیے، مگر آنکھوں میں چھپی ہنسی واضح تھی۔

"بڑے کوئی کمینے۔۔۔" باسط نے اچانک سیدھا ہو کر خفگی بھرے لہجے میں جملہ شروع کیا، مگر اگلے ہی لمحے اس کی نظر ملیحہ پر پڑی تو الفاظ وہیں اٹک گئے۔ اس نے ہلکا سا گلا صاف کیا، جیسے خود کو سنبھال رہا ہو۔ اِزعان اور ملیحہ دونوں ایک لمحے کو چونکے، پھر بے اختیار ایک دوسرے کی طرف دیکھا، جیسے دونوں کو اندازہ ہو گیا ہو کہ اگلا لفظ کیا ہونے والا تھا۔

"لڑکی سامنے کھڑی ہے اس لیے چپ ہو گیا ہوں۔" باسط نے لہجہ سنبھالتے ہوئے قدرے صفائی دینے والے انداز میں گردن اکڑا کر کہا۔

"بڑی مہربانی کی ہے۔"اِزعان نے دھیمے سے کہا۔

"ویلکم۔" باسط نے منہ بسور کر کہا۔

"اچھا یہ خبر تمہیں کس نے دی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وردہ نے۔۔۔اس نے تمہیں بھی فون کالز اور میسیجز کیے ہیں پر تم نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا۔"اِزعان کو لمحے میں کل رات کی نوٹیفکیشنز یاد آئی جو وہ کسی چکر میں بھول گیا تھا۔پایل اور پھر ملیحہ۔اس کی نظریں خود بخود سامنے اٹھی۔

"خیر جو بھی ہوا ٹھیک ہے۔۔۔"باسط نے اس کی بات پر نظریں اٹھا کر دیکھا۔اِزعان نے اس کی نظروں کا تاثر سمجھ کر فوراً اپنی بات بدل دی۔

"مطلب اُس نے اچھا نہیں کیا۔"

کچھ لمحے گزرے جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"ملیحہ بی بی۔۔۔آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔"ملازم نے ہلکا دروازہ کھول کر ملیحہ کو مخاطب کیا۔

"کون آیا ہے؟"اس نے پوچھا۔

"شاید آپ کی بہن ہے۔"ملیحہ نے ابرو سکیڑے گردن ہلائی اور بولی:

"ٹھیک ہے،میں آتی ہوں۔"ملازم سن کر واپس مڑ گیا۔

"ایکسکیوز می۔"اس نے دونوں کی جانب دیکھ کر کہا اور فوراً مڑ گئی۔

Clubb of Quality Content

"چلواب ختم کرورونادھونا۔۔۔اور خداکاواسطہ ہےاِواکوبھول جاؤ۔"

چند لمحے بعد وہ ہال میں آئی اور اس نے داخلی دروازے کی طرف دیکھا جہاں عافیہ کھڑی تھی، اس کی پیشانی پر بل واضح تھے۔

"عافیہ! سب خیریت ہے؟"ملیحہ نے بھنویں سکیڑے اس کے بازو پر نرم ہاتھ رکھتے پوچھا۔

"نہیں ملیحہ۔۔۔امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"اللہ خیر کرے کیا ہوا ہے خالہ کو؟"

اِزعان، باسط ایک ساتھ ہال میں نمودار ہوئے۔ملیحہ عافیہ کے عین سامنے کھڑی تھی۔وہ دونوں عافیہ کا چہرہ دیکھ نہیں پائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں یونیورسٹی سے ہالف ڈے لیکر آئی ہوں۔۔۔گھر میں قدم رکھا تھا کہ میں نے امی کو صحن میں دیکھا، وہ بے ہوش تھی، فوراً انہیں ہسپتال لیکر گئی اور یہاں تمہیں بتانے آئی ہوں۔"

"کیا؟۔۔۔وہ کیسی ہے ابھی اور تم مجھے ایک کال کر لیتی نا یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔خالہ کے پاس بھی کوئی نہیں ہے۔"اس کی آواز میں فکر واضح ہو رہی تھی اور لڑکھڑاہٹ بھی۔

"تمہیں کالز کی تھیں تم نے اٹھایا ہی نہیں تو مجھے یہاں آنا پڑا۔"

اِزعان نے ان کی باتیں سن کر کچھ بلند آواز میں پوچھا۔

"کیا سب ٹھیک ہے؟"اِزعان کی آواز پر ملیحہ پلٹی۔عافیہ نے اس کے اوٹ سے چہرہ نکال کر دیکھا۔اِزعان اور باسط اب عافیہ کو دیکھ رہے تھے۔

"نہیں۔"

"مجھے اس وقت جانا ہوگا۔۔۔کیا آپ انکل کو بتادینگے۔"وہ کچھ قدم چل کر اِزعان کے عین سامنے آرکی۔

اس کا"آپ"کہنا اِزعان کو کہیں ہلکا سا چبھا تھا۔چند لمحے وہ بس اسے دیکھتا رہا۔ملیحہ کے چہرے پر گھبراہٹ صاف تھی،جیسے اس کا ذہن اس وقت صرف اپنی خالہ کے گرد گھوم رہا ہو۔

"عافیہ تم یہی رکو میں بیگ اور فون لیکر آتی ہوں۔"وہ لمحے میں اپنی رفتار بڑھاتی اسٹڈی روم کی جانب بڑھی۔

"کیا سب ٹھیک ہے؟"اِزعان نے پھر اپنا سوال دہرایا مگر اس وقت وہ عافیہ سے مخاطب تھا۔

"جی نہیں۔۔۔میری امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"اس نے شائستگی سے جواب دیا۔

اِزعان کی پیشانی پر ہلکی سی شکن ابھری۔

"کیا ہوا اُنہیں؟"

"وہ گھر میں بے ہوش ہو گئی تھیں۔۔۔ابھی ہسپتال میں ہیں۔"

"کون سا ہسپتال؟"اس بار باسط نے سنجیدگی سے پوچھا۔اب اس کے چہرے سے بھی ساری ڈرامائیت غائب ہو چکی تھی۔عافیہ جواب دینے ہی والی تھی کہ تیز قدموں کی آواز دوبارہ قریب آئی۔ملیحہ جلدی جلدی واپس آرہی تھی۔ایک ہاتھ میں بیگ تھا اور دوسرے میں فون۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"چلو عافیہ۔"

وہ قریب آتے ہوئے بولی، مگر اِزعان نے فوراً بات کاٹ دی۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔"اس کی بات پر ملیحہ نے چہرے کا رخ موڑا۔

"جی ضرور۔"جواب عافیہ کی جانب سے آیا۔وہ دونوں اب باہر کی جانب بڑھ گئی دونوں کے قدموں کی چاپ مدھم پڑنے لگی۔

"شاید آہل کے ہسپتال میں نا جائے؟"باسط نے اندازہ لگایا۔

"ہو سکتا ہے!"اِزعان نے بھی انداز اًجواب دیا۔

ΔΔΔΔΔ

دوپر کے بارہ بج رہے تھے۔سعدہ بیگم بستر پر نیم دراز تھی۔ملیحہ اور عافیہ ان کے قریب صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔آہل،نرس کا ساتھ سعدہ بیگم کا معائنہ کر رہا تھا۔اسی لمحے دروازے ہلکے سے کھلا، مستقیم صاحب اندر آئے۔چہرہ مکمل فکر مندانہ تھا۔

"ابو!"عافیہ نے چہرے کا ہلکا رخ موڑ کر دیکھا تو بھاگتی ہوئی اُن سے جا لگی۔ملیحہ بھی انہیں دیکھ کر فوراً کھڑی ہو گئی۔مستقیم صاحب،عافیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے کچھ آگے بڑھے۔

"کیسی طبیعت ہے سعدہ کی؟"وہ آہل سے دھیمے لہجے میں پوچھنے لگے۔

"اللہ کا شکر ہے بہتر ہے۔۔۔بی پی بڑھا ہوا تھا۔"

"اچانک بی پی کیوں ہائے ہو گیا تھا ابو؟ "

"پریشان مت ہو بچی۔۔۔سب ٹھیک ہے۔"

"عافیہ تم میرے ساتھ چلو۔۔۔خالو کو آہل سے بات کرنے دو۔"

"انکل! آنٹی شاید پریشان ہے تبھی آج اِن کا بی پی کافی ہائے تھا۔" آہل نے پروفیشنل انداز میں کہا۔

"بیٹا یہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ پریشان کیوں ہے؟ کل تک تو سب ٹھیک تھا، اور صبح بھی جب دکان جا رہا تھا تب وہ ٹھیک تھی۔"

"چلیں ابھی وہ سو رہی ہیں، جب وہ جاگے گی تو معلوم کر لیجے گا۔۔۔اور بی پی ہائے ہے تو انہیں رات تک یہیں رہنے دیں۔" آہل نے اسٹھیٹسکوپ گلے سے نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ مستقیم صاحب نے ہلکا سا سر ہلا کر ہامی بھری۔ آہل اگلے لمحے کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ کیبن کی طرف جا رہا تھا تبھی اس کا فون بجا۔

"اور جناب آپ کو ہماری یاد آگئی؟" آہل نے فون اٹھاتے ہی ہنستے ہوئے چھیڑا۔ اُس کے لہجے میں وہی بے تکلفی تھی جو صرف بہت پرانے اور گہرے دوستوں کے درمیان ہوتی ہے۔

"یاد تو خیر ابھی بھی ویسے والی نہیں آئی ہے۔۔۔بس کچھ معلوم کرنا تھا تو فون کیا ہے۔"

اِزعان نے حسبِ عادت بنا کسی تمہید کے سیدھا مقصد پر آتے ہوئے جواب دیا۔ آواز میں ہلکی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سی ڈھٹائی تھی، جیسے وہ جانتا ہو کہ آہل اُس کی اس عادت کا برا نہیں مانے گا۔ آہل کیبن کا دروازہ کھول کر اندر چلا آیا۔

"تو پوچھیے کیا پوچھنا ہے؟" آہل کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ہونٹوں پر واضح مسکراہٹ تھی۔

"ابھی ملیحہ کچھ دیر پہلے قصر سے گئی تھی اس کی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ تو کیا تمہارے ہسپتال میں ہے؟" بالکونی میں آتے ہوئے اِزعان کی رفتار دھیمی پڑ گئی۔ مگر آواز کی غیر محسوس نرمی اور لفظوں کے درمیان مختصر وقفے اُس کی فکرمندی ظاہر کر رہے تھے۔

"ہاں وہی یہاں آئی ہے۔۔۔ لیکن تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اِزعان۔۔۔ وہ اُس کی امی نہیں ہے، خالہ ہیں۔" آہل نے پہلے سادہ انداز میں جواب دیا، پھر آخر میں ہلکی سی تصحیح کر دی۔

"اوہ۔۔۔ دراصل اُسے لینے اس کی بہن آئی تھی تو مجھے لگا۔" اِزعان نے فوراً اپنی بات سنبھالی۔ نظریں چند لمحوں کے لیے بغیچے کی گھاس پر جا ٹھہریں۔

"ہاں وہ اس کی کزن ہے۔۔۔ عافیہ۔۔۔" آہل نے مختصر وضاحت دی۔

"اچھا۔۔۔ ویسے کیسی طبیعت ہے اب اُن کی؟" اِزعان نے فوراً اگلا سوال کیا۔ آواز اب پہلے سے کچھ سنجیدہ تھی، جیسے دل اب بھی مکمل مطمئن نہ ہوا ہو۔

"ابھی تھوڑی بہتر ہے۔"آہل نے مختصر مگر اطمینان بخش جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔اور مجھے تمہیں انفارم کرنا تھا، میں شام کو تمہارے گھر آرہا ہوں آنٹی سے اور باقی گھر والوں سے ملنے۔"چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اِزعان نے موضوع بدلا۔انداز دوبارہ معمول پر آچکا تھا، جیسے وہ اپنی پچھلی فکر مندی کو زیادہ نمایاں نہیں ہونے دینا چاہتا ہو۔

"اوہو۔۔۔آپ کا اعظم ہاؤس میں خوش آمدید۔"آہل کے ہونٹوں پر فوراً مسکراہٹ پھیل گئی۔اِزعان نے جواباً کچھ کہا تو آہل کے لبوں پر مزید مسکراہٹ پھیلی۔اِزعان بالکونی کی ریلنگ پر ہاتھ ٹکائے مسکراتے ہوئے سامنے پھیلے اندھیرے کو دیکھنے لگا۔سرد ہوا کے جھونکے کے باوجود اُس کے ذہن میں بار بار وہی پریشان چہرہ ابھر رہا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ΔΔΔΔΔ

اِزعان اور آہل ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔دونوں کے انداز ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہونے کے باوجود اُن کے درمیان برسوں کی بے تکلف دوستی صاف محسوس ہو رہی

تھی۔سامنے والے صوفے پر آنسہ بیگم اور ایان بیٹھے تھے، جبکہ کمرے میں ہلکی گفتگو اور کھانے کی خوشبو گھلی ہوئی تھی۔

آنسہ بیگم کی دونوں بیٹیاں اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی۔عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر وہ دونوں بھی ایک ساتھ لاؤنج میں چلی آئی۔

"السلام علیکم اِزعان بھائی۔"آنیا،ایان کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔ارتج نے بھی سلام کر کے آہل کے برابر جگہ سنبھالی۔

"وعلیکم السلام۔"اِزعان نے ہلکی گردن جھکا کر جواب دیا۔

"طبیعت کیسی ہے آپ کی؟"آنیا نے پوچھا۔

"الحمدللہ بلکل فٹ۔"وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ویسے میں ناراض ہوں دونوں سے۔۔۔مطلب ویسے تو دونوں مجھے بھائی سمجھتے ہو اور آنٹی آپ مجھے اپنا بیٹا کہتی ہیں اور اس بیٹے کے بغیر ہی اِن دونوں کی منگنی کر دی۔"اِزعان نے ہلکے شکوے بھرے انداز میں کہا۔چہرے پر سنجیدگی قائم تھی مگر آنکھوں میں واضح شرارت جھلک رہی تھی۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا لیکن ہم نے تو بلایا تھا تمہیں، اگر تمہیں اپنے بہن اور بھائی کی فکر ہوتی اور منگنی کی خوشی ہوتی تم ایک دن میں بھی آجاتے، پر تمہیں خوشی ہی نہیں تھی۔" اَنسہ بیگم نے فوراً جواب دیا۔ اُن کے لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی، مگر اُس خفگی کے پیچھے اپنائیت اور مان بھی صاف محسوس ہو رہا تھا۔ آخر میں انہوں نے مصنوعی ناراضی سے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا، جیسے واقعی حساب مانگ رہی ہوں۔

اِزعان چند لمحے اُنہیں دیکھتا رہا، پھر ہلکی سی بے بس مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر آگئی۔ جیسے وہ جانتا ہو کہ اِنسہ بیگم کی اس شکایت کے آگے اُس کے پاس واقعی کوئی مناسب صفائی موجود نہیں۔

"ایسا نہیں ہے آنٹی۔۔۔ بس کچھ کاموں میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ نکلنا ممکن نہیں ہوا۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے قدرے نرمی سے گردن جھکائی، پھر اگلے ہی لمحے ماحول ہلکا کرنے کے لیے آہل کی طرف دیکھ کر بولا:

"اور ویسے بھی۔۔۔ ایان بھائی کو کم از کم اپنے اس بھائی کا انتظار تو کر لینا چاہیے تھا۔ اتنی بھی کیا جلدی تھی منگنی کرنے کی؟" اِزعان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایان کی طرف دیکھا۔ لہجے میں شکوہ تو تھا، مگر اُس شکوے میں اپنائیت اور محبت زیادہ نمایاں تھی

"جی نہیں جناب، آپ کو بلایا گیا تھا۔اب اگر حضور اپنی مصروفیات سے وقت نہ نکال سکیں تو اس میں میرا کیا قصور؟"ایان نے مصنوعی سنجیدگی سے صفائی دی، مگر آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"جناب! سچ تو یہ کہ تم نے وہ دن مِس کر دیا۔"ایان نے خلوص سے کہا۔

"بالکل! اور اب اس کمی کا ازالہ تمہیں خود کرنا ہو گا۔"اِنسہ بیگم نے فوراً بات تھامی۔اِزعان نے ابرو اٹھائیں۔

"وہ کیسے؟"

"بس اب شادی میں کچھ دن باقی ہے تم یہیں رہو گے اور شادی میں شرکت کرو گے۔۔۔ اور ساتھ ہی میں تمہیں شادی کی کچھ ذمہ داریاں دے رہی ہوں تاکہ تم کہیں غائب نہ ہو جاؤ۔"اَنسہ بیگم کی بات پر سب کھل کر مسکرا اٹھے۔اِزعان کا ردِ عمل اب حیران اور بے بس ہنسی کا امتزاج بن گیا۔اُس نے چند لمحے اِنسہ بیگم کو ایسے دیکھا، پھر اُس نے آہستہ سے گردن پیچھے ٹکائی اور ہلکی سی سانس خارج کی۔

"ذمے داریاں؟۔۔۔آنٹی اس سے اچھا تو آپ مجھے کسی رسی سے باندھ دیں۔"اِزعان نے ہلکے حیران مگر مزاحیہ انداز میں کہا۔اُس کے چہرے پر بے بسی بھری مسکراہٹ تھی۔

"واہ مما۔۔۔ کیا پھنسایا ہے آپ نے اِزعان بھائی کو۔" ارتج فوراً ہنستے ہوئے بولی۔ اُس کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی، جیسے اُسے اِزعان کو اس طرح بے بس دیکھ کر خاصا مزہ آرہا ہو۔

باتوں کا سلسلہ ایسے ہی جاری رہا تھا جب آہل کا فون بجا۔ فون وائبریشن پر تھا لاؤنج میں بیٹھے کسی بھی فرد کو اس کی آواز نہیں سنائی پڑی۔ اسی لمحے گھر کی بیل بجی۔ آہل سب کو وہی چھوڑ باہر نکل آیا۔ اسی لمحے اِزعان کی نظر آہل کے فون پر پڑی۔ فون کی اسکرین پر ملیحہ کا نام تھا۔ اِزعان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

"کسی کی کال آرہی ہے۔" اس نے خود فون اٹھانے کے بجائے بلند آواز میں کہا۔ ارتج نے فون دیکھتے ہی کان سے لگایا۔

"ہائے۔۔۔ ملیحہ کیسی ہو۔۔۔ ملیحہ۔۔۔ کیا ہوا؟"

لاؤنج میں بیٹھے سب کی نظر ارتج کی جانب اٹھی۔ وہی اِزعان جو ملیحہ کا نام دیکھ پریشان ہو چکا تھا اس کی فکر مزید نمایاں ہوئی۔

"آہل کہاں ہے۔۔۔ ارتج آہل کو بھیجو۔۔۔" فون پر ملیحہ کی آواز ٹوٹی ہوئی سرگوشی نما انداز میں تھی۔

"کیا ہوا اریج؟"آنسہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ملیحہ کیا۔۔۔ملیحہ۔۔۔"وہ آخر میں اتنی زور سے چلائی۔فون کی دوسری جانب پستول چلنے کی آواز آئی تھی۔سب یکدم صوفے سے کھڑے ہو گئے۔اسی لمحے آہل داخل ہوتے ہوئے پوچھا:

"کیا بات ہے؟سب اس طرح پریشان کیوں ہے؟

" اریج کیا ہوا؟"۔اس بار اِزعان کی آواز میں فکر ظاہر ہوئی۔

"مم۔۔مما۔۔۔وہ فون پر مجھے شوٹ کی آواز سنائی دی۔۔۔شاید ملیحہ کسی مصیبت میں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لاؤنج میں ایک لمحے کے لیے جیسے سانس رک گئی۔اریج کے لفظ فضا میں گونج کر رہ گئے تھے۔۔۔"شوٹ کی آواز"۔اِنسہ بیگم کا چہرہ فوراً زرد پڑ گیا۔

"یا اللہ خیر۔۔۔"آنسہ بیگم کا ہاتھ بے اختیار سینے پر جا لگا۔اِزعان چند لمحے ساکت کھڑا رہا۔ جیسے وہ آواز کو دوبارہ اپنے ذہن میں سننے کی کوشش کر رہا ہو اور ہر بار وہی لفظ زیادہ واضح ہو جاتا ہو۔پھر اُس نے آہستہ سے سانس کھینچا، مگر یہ سانس مکمل نہیں ہو سکی۔

"کیا کال ابھی بھی چل رہی ہے؟"اُس کی آواز غیر معمولی حد تک پُر سکون تھی، مگر اندر کہیں کچھ ٹوٹ رہا تھا۔

اریج نے جلدی سے فون اُس کی طرف بڑھایا۔آہل نے ایک جھٹکے سے فون لیا۔

"ملیحہ ؟ملیحہ سن رہی ہو؟"دوسری طرف صرف شور۔۔۔اور مزید شوٹ کی آوازیں سنائی دینے لگی پھر اچانک لائن مزید غیر واضح ہو گئی اور اگلے لمحے فون بند ہو گیا۔

"آہل۔۔۔میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔۔۔جاؤ ملیحہ کے پاس۔"آنسہ بیگم کی بات سنتے ہی آہل اور اِزعان دونوں ایک ساتھ باہر کی جانب نکلے۔

"ایان تم پولیس کو فون کرو۔"ایان نے جواباً ہلکی گردن ہلا کر جیب سے فون نکالا۔

آنیا اور اریج دونوں آنسہ بیگم کے پاس بیٹھ گئی۔اِزعان کی گاڑی سڑک پر تیز رفتار میں رواں تھی۔آہل فون پر ملیحہ کا کال ملانے کو کوشش کر رہا تھا مگر فون مسلسل بند جا رہا تھا۔

جاری ہے !

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842